عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۱ | ۲۸؍ذوالقعدہ تا ۶؍ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲؍اکتوبر ۲۰۱۲ء | شمارہ:۳۹

استاذ العلماء مولانا حافظ اللہ بخش کا وصال

عشرۂ ذوالحجہ کے اعمال

مِرزا قادیانی کی آسان پہچان

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

قرض لے کر قربانی کرنا

ابو حافظ محمد زکریا، کراچی

س:...... میں صاحب نصاب ہوں اور الحمدللہ! ہر سال قربانی کے موقع پر قربانی میں حصہ بھی لیتا ہوں۔ میری اہلیہ کے پاس زیور ہیں اسی طرح ہماری بیٹی کے پاس بھی زیور ہے۔ اب کے پاس تو رقم نہیں ہوتی کہ قربانی کر سکیں، گھر کے سربراہ کی حیثیت سے میں ان کی قربانی کا بھی حصہ لیتا ہوں۔ اب ہر سال قربانی کے جانور مہنگے ہوتے جا رہے ہیں، سفید پوش آدمی کے لئے بڑی مشکل ہے، بیک وقت اتنا خرچہ نہیں کر سکتا۔ کیا میں قرض لے کر قربانی کر سکتا ہوں؟

ج:...... ہر صاحب نصاب مرد و عورت پر قربانی کرنا واجب ہے، اگر ان کے پاس قربانی کے لئے نقد رقم موجود نہ ہو تو قرض لے کر قربانی کر سکتے ہیں۔

عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں

س:...... اگر قربانی کا جانور خرید لیا جائے بعد میں اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے یا خریدتے وقت دھیان نہیں کیا اور گھر آ کر معلوم ہوا کہ عیب دار ہے تو کیا اس کی قربانی جائز ہے؟

ج:...... عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں اس لئے قربانی کے لئے نہ ایسے جانور کو بیچنا جائز ہے اور نہ خریدنا، اور اگر جانور خریدنے کے بعد اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہیں تو اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے اور اس پر قربانی واجب ہے تو اس جانور کی جگہ تندرست جانور خرید کر قربانی کرے اور اگر اس شخص کے ذمہ قربانی واجب نہیں تھی تو وہ اسی جانور کی قربانی کر دے۔

چھوٹے گاؤں میں قربانی

س:...... چھوٹے گاؤں میں جہاں نماز جمعہ نہیں ہوتی، وہاں لوگ نماز عید پڑھنے بھی قریبی شہر جاتے ہیں کیا ایسی جگہ پر نماز عید سے قبل قربانی کا جانور ذبح کرنا جائز ہے؟

ج:...... جی ہاں! ایسے گاؤں دیہات وغیرہ میں جہاں جمعہ اور عید کی نماز نہیں ہوتی، وہاں دسویں تاریخ کو صبح صادق کے بعد قربانی کرنا جائز ہے۔

قربانی کے گوشت کی تقسیم

س:...... بعض لوگ قربانی کے گوشت میں سے اچھا اچھا گوشت اپنے گھروں میں محفوظ کر لیتے ہیں اور باقی عزیز و اقارب اور اہل محلہ میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ کیا اس طرح کرنا جائز ہے؟

ج:...... اس طرح سے گوشت کی تقسیم کرنا شرعاً جائز ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ سارے گوشت کے تین حصے کئے جائیں اور ان میں سے ایک حصہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کیا جائے۔ ایک حصہ رشتہ داروں اور دوست احباب میں اور ایک گھر کے لئے رکھ لیا جائے۔ لیکن اگر سارا گوشت تقسیم کر دیا جائے یا سارا گھر میں ہی رکھ لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ قربانی صحیح نیت کے ساتھ کی جائے صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو۔

نماز میں ستر کھل جانے سے نماز کا حکم

س:...... بعض لوگ مختصر شرٹ اور پتلون پہن کر مسجد میں نماز پڑھنے آ جاتے ہیں، سجدے میں ان کی کمر ننگی ہو جاتی ہے، کیا ایسی حالت میں نماز ہو جاتی ہے؟ دوسری بات یہ کہ ایسے شخص کے پیچھے کھڑے نمازی کی اس کے کھلے ستر پر نظر پڑتی ہے تو کیا اس نمازی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

ج:...... ناف سے لے کر گھٹنوں تک اگلا اور پچھلا حصہ مرد کے لئے ستر میں شامل ہے اور اس کا چھپانا فرض ہے اور نماز میں بقدر رکن اس حصہ کا چوتھائی کھلا رہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ صورت مسئولہ میں چونکہ یہ ستر کھلنے کی مقدار چوتھائی سے کم ہے، اس لئے نماز فاسد تو نہیں ہوگی مگر کراہت سے خالی نہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ شرٹ کو پتلون کے اندر کرنے کا اہتمام کر لیا کریں تاکہ بے پردگی کے وبال سے بچ جائیں اپنی اور دوسروں کی نماز خراب نہ کریں۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
مجلس

مجلسِ ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۱ — ۲۸ ذوالقعدہ تا ۶ ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۱۲ء — شمارہ:۳۹

اس شمارے میں!

استاذ العلماء مولانا حافظ اللہ بخش کا وصال	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
عشرۂ ذوالحجہ کے اعمال	۷	مولوی محمد فرحان فاروق
تشکیل معاشرہ میں اسلامی قانون کا کردار (۲)	۱۰	قاری عبدالرؤف مدنی
ملعون فلم پروڈیوسر... حیرت انگیز انکشافات	۱۴	ڈاکٹر مرزا اقتیار بیگ
جنوبی افریقہ میں قادیانیت کا تعاقب (۲)	۱۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
قادیانی! کیوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟	۱۸	مولانا قاضی احسان احمد
قادیانی جماعت... قادیانی قیادت کی نظر میں (۲)	۱۹	" " "
مرزا قادیانی کی آسان پہچان	۲۲	مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
باباجی محمد اشرف خانؒ.... ایک گمنام کارکن	۲۵	حافظ محمد خرم شہزاد
خبروں پر ایک نظر	۲۷	ادارہ

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث — گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

انسان کا حشر اس کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت کرتا ہے

اسی طرح جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو چھوڑ کر طرح طرح کی بدعات و خرافات میں مبتلا ہوں، ان کا دعوائے محبت بھی بازارِ قیامت میں بے قیمت ہوگا، اس لئے کسی مسئلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت طریقے کو پشت انداز کر کے لوگوں کی خود تراشیدہ خرافات کو اپنانا اس بات کی علامت ہے کہ اس شخص کے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کی کوئی وقعت نہیں۔ اس لئے بدعت خواہ کتنی ہی معمولی ہو اس کا مرتکب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منحرف ہے، اور وہ کیسی ہی حسین اور عمدہ نظر آتی ہو اس میں نورانیت کا شائبہ تک نہیں، بلکہ سراپا ظلمت ہی ظلمت ہے۔

دوسری بات اس حدیث میں سمجھنے کی یہ ہے کہ مقبولانِ الٰہی کی معیت و رفاقت نصیب ہونے سے ان کے ہم مرتبہ ہونا لازم نہیں آتا، اس سلسلے میں خاتم المحدثین امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے "خاتم النبیین" میں اس بارے میں عجیب تحقیق فرمائی ہے، اور اس کا ایک اقتباس یہاں نقل کرتا ہوں:

"اگر سلطان را مدعو کنند خدم و حشم در منزل و مکان ہمراہ خواہد ماند، نہ در عزت و وجاہت و منزلت و مکانت، پس اشتراک در منزل و ضیافت ہم حقیقت است کہ ساری و متعدی است، نہ وجاہت و منزلت، و معیت را مراتب متفاوتہ پیدا شد در کریمہ "فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ" (الآیۃ) ہمیں معیت متعدیہ ارادہ کردہ اند، و آں ہم مراتب کثیرہ داشتہ باشد، نہ وجاہت مختصہ، و کسے را باختصاصات خاصہ ہم جمع تواں شد، پس چنانکہ امتیاز سلطان در مثال مذکور باوجود معیت خدم و حشم محفوظ است، ہم چنیں حال فیض نبوت کہ متعدی ہستند، و اصل نبوت کہ متعدی نیست، باید فہمید۔"

ترجمہ: "اگر بادشاہ کی دعوت کریں تو حشم و خدم اور نوکر چاکر بھی (خدمت کے لئے) اسی منزل و مکان میں رہیں گے، لیکن عزت و وجاہت اور منزلت و مکانت میں وہ شریک نہیں، پس ضیافت اور رہائش گاہ میں شریک ہونا بھی ایک حقیقت ہے جو (بادشاہ کے طفیل دوسروں تک بھی) ساری و متعدی ہے، لیکن وجاہت و منزلت میں شرکت نہیں، نہ یہ ساری و متعدی ہے۔

اور معیت کے بے شمار مراتب ہیں، آیت کریمہ: "فَاُولٰئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ" میں جس "معیت" کا ذکر ہے، اس سے یہی معیت متعدیہ مراد ہے، اور وہ بھی مراتب کثیرہ رکھتی ہوگی، وجاہت مختصہ میں معیت مراد نہیں۔

اور کسی کو کسی کے ساتھ رکھنا اور اس کے متعلقین میں سے شمار کرنا ایک وسیع و عریض میدان رکھتا ہے، وہ اختصاصات خاصہ کے ساتھ بھی جمع ہوسکتا ہے، پس جیسا کہ مثال مذکور میں بادشاہ کا امتیاز حشم و خدم کی معیت کے باوجود محفوظ ہے، اسی طرح فیض نبوت کے حال کو جو متعدی ہیں، اور اصل نبوت کو جو متعدی نہیں، سمجھ لینا چاہئے۔" ("خاتم النبیین" ص:۱۱۹، ۲۶۱، فقرہ:۷۰، شائع کردہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)

حق تعالیٰ شانہٗ اس روسیاہ کو بھی اپنے مقبول بندوں کی محبت اور دنیا و آخرت میں ان کی معیت نصیب فرمائے اور قارئین کو بھی، آمین! ☆☆☆

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی

☆.....حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے، انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی، انہوں نے عرض کیا کہ اگر اون (والا جانور) ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی۔ (حاکم)

☆.....حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی کی اور دوسرے) دنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی) اُس کی طرف سے ہے جو میری امت میں مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی۔ (موصلی، طبرانی)

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے۔ (ابوداؤد)

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

استاذ العلماء مولانا حافظ اللہ بخش کا وصال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۲۸ ستمبر ۲۰۱۲ء استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ اللہ بخش گرواں بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا حافظ اللہ بخش صاحب گرواں برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد گرامی کا نام ملک درگاہی تھا۔ جو زمیندارہ پیشہ سے تعلق رکھتے تھے مولانا حافظ اللہ بخش ۱۹۲۸ء کو بستی گرواں تھانہ نوشہرہ جدید ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے۔ بہاولپور کے ایک قدیمی قصبہ کا نام ہیلی راجن ہے۔ جہاں سادات کی زیادہ آبادی ہے۔ جو اکثر شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں پر ایک بزرگ عالم دین مولانا سید محمد علی شاہ صاحب ہوتے تھے۔ مولانا سید محمد علی شاہ صاحب شیعہ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ حق تعالیٰ نے کرم کا معاملہ کیا۔ شاہ صاحب جامعہ عباسیہ بہاولپور (موجودہ اسلامیہ یونیورسٹی) میں پڑھنے کے لئے داخل ہوئے۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی، مولانا محمد صادق بہاولپوری، مولانا قاضی عبیداللہ صاحب کا دور تھا۔ آپ ان کے شاگرد تھے۔ تب ایک شیعہ زمیندار نے سنی زمیندار سے کہا کہ ہمارا نوجوان (سید محمد علی شاہ) علم دین پڑھ رہا ہے جو ہماری طرف سے سنیت کا مقابلہ کرے گا۔ سنی زمیندار نے کہا کہ اگر تو محمد علی شاہ نے کتب پوری نہ پڑھیں۔ نیم ملا رہا تو پھر تمہارا ہے۔ اگر پوری کتابیں پڑھ لیں عالم دین بن گئے تو پھر یہ ہمارے عالم ہوں گے تمہارے نہیں۔ اللہ رب العزت نے کرم کیا۔ مولانا سید محمد علی شاہ بہت بڑے سنی عالم، نامور مناظر حق گو مجاہد فی سبیل اللہ! متبحر عالم دین ثابت ہوئے۔ تب شیعہ برادری نے مخالفت کی۔ آپ نے قصبہ ہیلی راجن سے ترک سکونت کرکے نہر کے کنارے رہائشی مکانات بنوائے۔ اس نئی آبادی کا نام انہوں نے عثمان پور رکھا۔ یہاں ایک مدرسہ قائم کیا جو رفیق العلماء بستی عثمان پور کے نام پر تھا۔ یہ ریاست بہاولپور کا سرکاری اسکول تھا۔ اس زمانہ میں ان اسکولوں میں جامعہ عباسیہ کا نصاب پڑھایا جاتا تھا۔

مدرسہ رفیق العلماء عثمان پور کے صدر المدرسین مولانا محمد علی شاہ صاحب تھے۔ مولانا محمد علی شاہ صاحب علاقہ کے نامور پیر بھی تھے۔ آپ نے علاقہ بھر میں وعظ و تبلیغ سے بہت وسیع حلقہ قائم کرلیا تھا۔ آپ کے مریدوں میں ملک فیض بخش گرواں تھے۔ ان کو ہم سب چچا فیض بخش کہتے تھے۔ بستی گرواں میں یہ پہلے دیوبندی تھے۔ ملک فیض بخش صاحب ملک درگاہی کے کزن تھے۔ ان سے (مولانا حافظ) اللہ بخش بیٹا تعلیم کے لئے مانگ کر لے گئے اور اپنے مرشد مولانا محمد علی شاہ صاحب کے پاس تعلیم کے لئے داخل کرا آئے۔ آپ نے نورانی قاعدہ، حفظ قرآن سے لے کر دورہ حدیث تک تمام کتابیں یہاں پڑھیں۔ تب اسی مدرسہ میں ایک استاذ ہوتے تھے حضرت مولانا سید محمد محسن شاہ صاحب۔ یہ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے۔ مولانا سید محمد محسن شاہ صاحب اور مولانا سید محمد علی شاہ کی صحبت نے ان کو علم کی چوٹیوں کو ناپنے والا بنادیا۔

مولانا اللہ بخش صاحب بچپن میں اتنے ذہین تھے کہ آپ نے بہت کم مدت میں حفظ مکمل کرلیا۔ کتابوں میں داخلہ لیا تو ہر کلاس میں اوّل پوزیشن لیتے تھے۔ اتنے ذہین تھے کہ کتابوں کا پڑھا ہوا سبق یاد سنادیتے تھے۔ آپ نے رفیق العلماء، فاضل اور جامعہ عباسیہ کی انتہائی ڈگری ''علامہ'' جامعہ سے پاس کرلی۔ تب اسی اپنی مادر علمی میں سرکاری استاذ مقرر ہوگئے۔ ربع صدی اپنے اساتذہ کی زیر نگرانی پڑھایا۔ اس دور میں اس علاقہ کے علاوہ سرکاری اسکول میں پڑھاتے۔ بقیہ تمام اوقات طلبہ کو پرائیویٹ طور پر تمام درس نظامی مکمل کرادیتے۔ ہیلی راجن سے مولانا حافظ اللہ بخش صاحب کا موضع ڈتہ بلوچ براستہ مسافر خانہ ضلع بہاولپور تبادلہ ہوا۔ آپ نے ڈتہ بلوچ سرکاری اسکول کی تعلیم کے بعد بقیہ وقت ایک مسجد میں مدرسہ قائم کرکے پڑھانا شروع کیا۔ درجنوں حفظ کے بچے، بیسیوں کتابوں کے طلبہ آپ کے پاس پڑھتے تھے۔ آپ رات گیارہ بجے تک ان کو پڑھاتے رہتے اور پھر فجر سے قبل بیدار ہوکر پڑھانے لگ جاتے تھے۔ کریما سے مشکوٰۃ شریف تک بمع حفظ کی کلاس سب طلباء کو اکیلے پڑھاتے تھے اور پھر اسکول کی تعلیم علاوہ ازیں تھی۔ آج کل اندازہ نہیں کرسکتے کہ اکیلا ایک آدمی اتنا بڑا تعلیمی نیٹ ورک کیسے چلاتا تھا۔ آپ اسے ان کی کرامت پر محمول کریں، ان کے اخلاص کی برکت قرار دیں یا ان کی محنت شاقہ کا ثمرہ فرمائیں۔ آپ کو حق حاصل ہے جو چاہیں اس کی تعبیر کریں۔ واقعہ یہی ہے کہ وہ سارا یہ نظم اکیلے چلاتے تھے۔ بیسیوں اسباق درجہ کتب کے اور حفظ کی بھرپور کلاس یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق سے وہ اکیلے پڑھاتے تھے۔ اس زمانہ میں فقیر کو مراح الارواح سے لے کر جلالین ومشکوٰۃ شریف تک آپ سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے تیاری کرا کر پرائیویٹ طور پر جامعہ عباسیہ کے درجہ فاضل کا بھی فقیر سے امتحان دلوایا۔ اس میں فرسٹ ڈویژن میں کامیابی آپ کی نظر شفقت وسرپرستی کا فیضان

تھا۔ اسی زمانہ میں آپ سے بلاشبہ سینکڑوں طلباء نے حفظ وکتب کے درجہ میں پڑھا اور پھر وہ دین کے مختلف شعبوں سے وابستہ ہوئے اور خدمت دین میں بھرپور کردار ادا کیا۔

مولانا سید محمد علی شاہ صاحب سائیکل پر سوار جا رہے ہیں، راستہ میں کسی نے روک لیا، سائیکل سے اترے، اس نے فتویٰ پوچھا، جیب سے قلم کاغذ نکالا، صورت مسئلہ لکھی، خود ہی جواب لکھا، دستخط کئے۔ دنیا کے کسی دارالافتاء یا ہائیکورٹ تک وہ فتویٰ جاتا اس میں ایک لفظ کی کوئی تغلیط یا ترمیم نہ کرسکتا۔ اتنے ذہین تھے کہ کتابوں کی طرف مراجعت کے بغیر زبانی سب کام چلاتے تھے۔ تمام پڑھی ہوئی کتب کا کتب خانہ ان کا اپنا ذہن ہوتا تھا۔ جس میں کمپیوٹر کی طرح ڈیٹا جمع ہوتا تھا۔ تقریباً یہی صورتحال حضرت مولانا حافظ اللہ بخش کی تھی۔ بلکہ من وجہ آپ کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ حضرت مولانا سید محمد علی شاہ صاحب حافظ نہیں تھے۔ مولانا حافظ اللہ بخش حافظ بھی تھے۔ مولانا سید محمد علی شاہ صاحب نے بارہا فرمایا کہ علم میں، فتویٰ میں، مناظرہ میں، تقریر میں، پڑھانے میں ہر اعتبار سے میرے جانشین مولانا حافظ اللہ بخش صاحب ہیں اور پھر مولانا حافظ اللہ بخش صاحب نے آپ کے جانشین بننے کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے تو اپنے اساتذہ کے خلاء کو پر کیا۔ لیکن آپ کے خلاء کو شاید کوئی مدتوں پر نہ کرسکے۔

مولانا حافظ اللہ بخش صاحب متبحر عالم ربانی ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی حق گو تھے۔ بہادری وجرأت کا مجسمہ تھے۔ اس کے باوجود غریبوں کے لئے نرم خو، غریب پرور، انتہائی منکسر المزاج، سادہ طبیعت، رہن سہن میں اسلاف کے اخلاص کا پرتو تھے، تکبر نام کی کوئی چیز آپ میں نہ تھی۔ عالم دین، مناظر، مدرس وخطیب کے ساتھ ساتھ حکیم حاذق بھی تھے ادویہ سازی خود کرتے تھے۔ کشتہ جات کی تیاری کے ماہر تھے۔ اصلی ادویات مہنگی سے مہنگی خریدتے ان کے نسخہ جات بہت مشہور ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس فن میں بھی مہارت تامہ دی تھی۔ پورے ڈویژن کے مریض آپ سے علاج کراتے تھے۔ آپ بلا کے نباض تھے۔ نبض پر ہاتھ رکھتے ہی مرض کی تفصیلات ارشاد فرمادیتے تھے۔ آخری عمر میں جب خود دوا نہ بناسکتے تھے یا یہ کہ نسخہ کے اجزاء خالص کا ملنا مشکل ہوگیا تو دوسرے دواخانوں کی سربند دواؤں کا استعمال کراتے تھے۔ پھر بھی آخر تک چند نسخے خود تیار کراتے تھے۔ جو تیر بہدف ہوتے تھے۔ آپ نے تبلیغ وتعلیم کی طرح طب کے ذریعہ بھی خلق خدا کی خوب سے خوب خدمت کا ریکارڈ قائم کیا۔ آپ کا پیشہ بنیادی طور پر زمیندارہ تھا۔ بڑے سخت جان اور بھرپور محنت کے خوگر تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو خوبیوں کا گلدستہ بنایا تھا۔ تھانہ، کچہری، پنچائیت میں بڑے سے بڑے جابر لوگوں کے مدمقابل غرباء کے لئے ان کا وجود قدرت کا عطیہ تھا۔ آپ نے ایک بار ضلع کونسل کا الیکشن بھی لڑا۔ یوں قدرت نے آپ سے ہر شعبہ میں مثالی کام لیا۔

آپ کے تین صاحبزادے عالم ہیں۔ ان میں دو بنوری ٹاؤن جامعہ علوم اسلامیہ کراچی کے فاضل ہیں اور کالجوں میں پروفیسر ہیں۔ ایک نے ایم۔فل بھی کیا۔ پی۔ایچ۔ڈی بھی کر رہے ہیں۔ دو اور اسکول میں ٹیچر ہیں۔ تمام کے تمام حافظ قرآن ہیں۔ اپنی اولاد کو انہوں نے دین سے وابستہ رکھنے میں پوری توانائی صرف کی۔ یہ آپ کے عالم ربانی ہونے کی بہترین دلیل ہے۔ آپ دراز قد، سڈول جسم رکھتے تھے۔ چہرہ مبارک گول اور نورانی۔ پیشانی کشادہ، ابرو خم دار، پلکیں متوازن، ناک ستواں، چہرہ پر گوشت، داڑھی مبارک گھنی اور خوبصورت مشت برابر۔ باقی ترشوا دیتے تھے۔ ہمیشہ تہبند استعمال کیا۔ کپڑے ہمیشہ سفید زیب تن کرتے تھے۔ سر پر پگڑی، کندھے پر رومال، سفید کرتا، سفید تہبند سادہ دیسی جوتی، چلنے میں وقار، گفتگو میں ریشم کی سی نرمی۔ غرض خوبیوں کا حسین گلدستہ تھے۔ آپ نے سنت یوسفی ادا کر کے جیل کے در و دیوار کو بھی منور کیا۔ آپ نے بڑی کامیاب زندگی گذاری۔ قدرت نے آپ کو لحن داؤدی سے نوازا تھا۔ بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ رات کو بغیر سپیکر کے پورے قصبہ میں آپ کی آواز سنائی دیتی تھی۔ قرآن مجید کی خوبصورت تلاوت آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ بیان کے دوران میں قرآن مجید، احادیث کا متن، گلستان سعدی کے فارسی اشعار، علامہ جامی کی مثنوی سے سامعین کے دل موہ لیتے تھے۔ آپ کی خطابت سے ہزارہا بندگان خدا کی زندگیوں میں بڑی مثبت تبدیلی آئی۔ آخر عمر میں شوگر نے آپ کو گھیر لیا۔ لیکن آخری وقت تک حق تعالیٰ نے آپ کو کسی کا محتاج نہیں کیا۔ جمعرات کو ظہر کی نماز باجماعت پڑھی۔ نماز کے بعد فرمایا کہ طبیعت پر گرانی ہے۔ غسل کرنے کو دل کرتا ہے۔ غسل کیا تو سردی لگ گئی۔ پورے جسم میں درد کی کیفیت شروع ہوگئی۔ اٹھتے بیٹھتے رہے۔ عصر کی نماز پڑھی۔ مغرب کے قریب آپ کو بہاولپور ہسپتال لے گئے۔ علاج شروع ہوا۔ عشاء کی نماز پڑھی۔ ذکر کرتے رہے۔ تلاوت فرماتے رہے۔ آنکھ لگ گئی۔ سوئے خوب سوئے۔ تین بجے رات سوتے سوتے جنت کو سدھار گئے۔ دنیا میں آنکھ بند کی جنت میں جا کھولی۔ دنیا میں سوئے، آخرت میں جا بیدار ہوئے۔ اگلے دن جمعہ کو ساڑھے چار بجے جنازہ ہوا۔ اتنا جم غفیر آج تک اس علاقہ میں کسی جنازہ پر تو درکنار، عید، عرس یا میلہ پر بھی کبھی نہیں دیکھا گیا۔ دور دراز کے دیہات میں چاروں طرف انسانوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ۔ انسانی سروں کا سمندر یہ سب کچھ حضرت مرحوم کے اعمال کی عنداللہ قبولیت کی دلیل ہے۔ جمعہ کے دن قبل از مغرب بیٹے اور پوتے کے درمیان عام قبرستان میں سوگئے۔ لیجئے! تین نسلیں ایک ساتھ جمع ہوگئیں آپ کا کام بھی اب تین نہیں کئی نسلیں مل کر شاید اسی سطح پر جاری نہ رکھ سکیں جو آپ کر کے دکھا گئے۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں۔ ان کے جنت میں درجات بلند ہوں۔ وصال کے بعد آپ کا خوبصورت نورانی چہرہ رب کریم کی عنایات بے پایاں کا مظہر بنا ہوا تھا۔ آپ بہت خوبصورت تھے اور وصال کے بعد اس خوبصورتی میں اور اضافہ ہوگیا تھا۔ حق تعالیٰ اپنی شایان شان ان سے اپنی رحمت کا معاملہ فرمائیں۔ آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

عشرۂ ذوالحجہ کے اعمال

مولوی محمد فرحان فاروق

ذوالحجہ کے شروع کے دس دنوں میں بال اور ناخن نہ کاٹنا

ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی جو عمل سب سے پہلے ہماری طرف متوجہ ہوتا ہے وہ یہ کہ جن لوگوں پر قربانی واجب ہے یا ان کا نفلی قربانی کرنے کا ارادہ ہے، وہ لوگ چاند دیکھنے کے بعد سے لے کر اپنی قربانی کرنے تک بال اور ناخن نہ کاٹیں، ایسا کرنا مستحب ہے، چنانچہ اُمّ المومنین حضرت اُمِ سلمہؓ سے روایت ہے کہ رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوجائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہوتو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔" (مسلم)

علماء نے لکھا ہے کہ اس حکم کی حکمت یہ ہے کہ حاجی صاحبان ان دنوں میں اللہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ان کی طرف متوجہ ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کی اس رحمت کو ان لوگوں کی طرف متوجہ کرنے کے لئے جو کہ حج پر نہیں جاسکے، یہ عمل بتلادیا کہ تم بھی حاجیوں کی مشابہت اختیار کرلو، کہ جس طرح وہ بھی احرام کی پابندی کی وجہ سے اپنے بال اور ناخن نہیں کاٹ سکتے، تم بھی مت کاٹو۔

ذکر اللہ کی کثرت

اس بابرکت عشرہ کا دوسرا عمل کثرت سے ذکر کرنا ہے، چنانچہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذوالحجہ کے عشرہ سے زیادہ عظمت والے کوئی دن نہیں اور نہ ان دنوں کے عمل سے اور کسی دن کا عمل زیادہ محبوب ہے۔ لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح و تہلیل اور تکبیر و تحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی)

اس حدیث پر عمل کرنے کے لئے درج ذیل کلمات بھی پڑھے جاسکتے ہیں: "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔"

روزے رکھنا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذوالحجہ کے عشرہ سے زیادہ پسندیدہ ہو (کیونکہ) ذوالحجہ کے عشرہ میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ۱:... عاشورا کا روزہ ۲:... ذوالحجہ کے عشرہ کے روزے ۳:... ہر مہینہ کے تین روزے، ۴:... فجر سے پہلے کی دو رکعتیں۔

فائدہ: عشرۂ ذوالحجہ سے مراد یکم تاریخ سے لے کر ۹ تاریخ تک کے روزہ ہیں، کیونکہ عید کے دن تو روزہ رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔

یوم عرفہ کا روزہ

۹ ذوالحجہ عرفہ کا دن ہے، جس میں حجاج "حج" کا عظیم الشان رکن یعنی وقوف عرفہ ادا کرتے ہیں، اور جو لوگ حج پر نہیں گئے ہوئے ان کے لئے اس نویں تاریخ کے روزہ کو مقرر فرمادیا ہے، چنانچہ حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بقر عید کی نویں تاریخ کے روزے کے بارے میں کہ: میں اللہ پاک سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ (مسلم شریف)

واضح رہے کہ یہاں صغیرہ گناہ مراد ہیں، کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے، اور حقوق العباد سے متعلق گناہوں میں متعلقہ لوگوں سے بھی معافی مانگنی ضروری ہے۔

شب بیداری

عشرۂ ذوالحجہ کے اعمال میں سے پانچواں عمل یہ ہے کہ آٹھ ذوالحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقر عید کی رات کو عبادت کے لئے شب بیداری کا اہتمام کرے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اور عید الاضحی) کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوجائیں گے۔ (ابن ماجہ)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے (ذکر، عبادت کے ذریعہ) پانچ راتیں زندہ رکھیں، اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ وہ پانچ راتیں یہ ہیں: آٹھ ذوالحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقر عید کی رات، عید الفطر کی رات اور پندرہویں شعبان کی رات۔ (الترغیب)

تکبیر تشریق

اس عشرہ کا ایک اہم عمل تکبیر تشریق کا پڑھنا ہے، عرفہ کے دن یعنی ۹ ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد یہ تکبیر پڑھی جاتی ہے۔

عیدالاضحیٰ کی نماز اور قربانی

یہ اس عشرہ کا ایک اجتماعی عمل ہے جو کہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ جس کو یوم النحر اور یوم الاضحیٰ بھی کہا جاتا ہے، ادا کیا جاتا ہے۔ اس دن تمام مسلمان مل کر عید کی نماز ادا کرتے ہیں اور اس کے بعد صاحب استطاعت لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرتے ہیں۔

یوم عیدالاضحیٰ کے اعمال

۱:... عید کے روز جلدی جاگنا، اور صبح کی نماز اپنے محلّہ کی مسجد میں پڑھنا۔

۲:... شریعت کے موافق اپنی تزئین کرنا۔

۳:... غسل کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

۴:... عیدالاضحیٰ کے موقع پر نماز سے پہلے بال اور ناخن کاٹنے کے بجائے قربانی کے بعد بال کاٹنا، جبکہ عیدالفطر کے موقع پر نماز سے پہلے بال اور ناخن کاٹنا سنت ہے۔

۵:... مسواک کرنا (یہ مسواک کرنا نماز عید کے لئے ہے، وضو میں مسواک کرنا اس کے علاوہ ہے)

۶:... جو بہتر کپڑے اپنے پاس موجود ہوں وہ پہننا۔

۷:... خوشبو لگانا۔

۸:... عیدالاضحیٰ کے موقع پر مستحب یہ ہے کہ عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز نہ کھائے، بلکہ اپنی قربانی کے گوشت سے کھانے کی ابتداء کرے، لیکن اگر کوئی ایسا نہ کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ لہٰذا آج کل لوگ اس کو ضروری سمجھتے ہیں، اور کتنی ہی دیر ہو جائے کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں، اور اس میں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہیں، اور بعض اوقات جلدی سے گوشت یا کلیجی تیار کرنے کے لئے اپنے گھر والوں کو تکلیف میں ڈالتے ہیں، اس کو روزہ کی طرح ضروری سمجھتے ہیں اور کلیجی یا گوشت سے ابتداء کرنے کو روزہ کھولنے سے تعبیر کرتے ہیں، یہ سب غلط ہے۔

۹:... عیدگاہ میں سویرے پہنچنا۔

۱۰:... سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ جانا (اگر عیدگاہ زیادہ دور ہو یا کمزوری کے باعث عذر ہو تو سواری میں مضائقہ نہیں)۔

۱۱:... عیدگاہ کی طرف اطمینان اور وقار سے جانا، اور نظروں کی حفاظت کرتے ہوئے اور نیچے دیکھتے ہوئے جانا۔

۱۲:... عید کی نماز مسجد کے بجائے عیدگاہ یا کھلے میدان میں پڑھنا، آپ ﷺ بھی عیدین کی نماز مدینہ منورہ کی عیدگاہ میں ادا فرماتے تھے۔ (بخاری)

۱۳:... عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں باآواز بلند یہ تکبیر کہتے ہوئے جانا: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

۱۴:... ایک راستہ سے عیدگاہ میں جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عید کا روز ہوتا تو آپ ﷺ راستوں میں فرق کرتے (یعنی عیدگاہ ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس آتے)۔

قربانی کا وقت

☆ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے لے کر بارہویں تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کریں، لیکن قربانی کا سب سے افضل دن بقر عید کا دن ہے، پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔ (عالمگیری)

☆ بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، جب نماز عید پڑھ چکیں تب قربانی کریں، البتہ اگر کوئی دیہات میں یا گاؤں میں رہتا ہو جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی، وہاں فجر کی نماز کے بعد قربانی کر دینا درست ہے۔ (عالمگیری)

☆ دسویں تاریخ سے بارہویں تاریخ تک جب جی چاہے قربانی کریں، دن اور رات دونوں میں کر سکتے ہیں، بعض کتابوں میں جو رات کو قربانی کرنا مکروہ لکھا ہوا ہے وہ اس وجہ سے کہ اندھیرے میں کوئی رگ کٹنے سے نہ رہ جائے، لہٰذا اگر روشنی کا انتظام ہو تو رات کو بھی ذبح کر سکتے ہیں، جیسا کہ آجکل عام طور پر شہروں میں ہوتا ہے۔

عید کی نماز کا طریقہ

عید کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ یہ نیت کریں کہ میں دو رکعت واجب نماز عید چھ زائد واجب تکبیروں کے ساتھ ادا کرتا ہوں، اور مقتدی حضرات امام کی اقتداء کی بھی نیت کریں۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں، اس کے بعد امام تین زائد تکبیریں کہیں گے، اس میں پہلی دو تکبیروں میں تو اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور باندھ لیں، پھر امام تعوذ اور تسمیہ پڑھ کر قراءت کریں گے، اور عام طریقہ سے پہلی رکعت پوری کریں گے۔ اس کے بعد دوسری رکعت شروع ہوگی، دوسری رکعت میں جب امام قراءت سے فارغ ہوں گے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں نہیں جائیں گے، بلکہ تین زائد تکبیریں کہیں گے، ان تینوں تکبیروں میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں، اس کے بعد امام چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہیں گے، اس تکبیر پر رکوع میں چلے جائیں، اور باقی نماز عام طریقہ سے پوری کی جائے گی۔

اگر عید کی نماز میں تکبیریں یا رکعتیں رہ جائیں تو کیا کریں؟

اگر عید کی نماز میں ایسے وقت میں شامل ہوئے کہ امام صاحب زائد تکبیریں کہہ چکے ہیں، یا قرأت شروع کر چکے ہیں، تو تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دیں اور ہاتھ باندھ لیں، اس کے بعد تین زائد تکبیریں کہیں، اس طرح کہ پہلی دو میں تو اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر میں اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور باندھ لیں۔

اور اگر ایسے وقت میں شامل ہوئے کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں جا چکے ہیں، تو اگر غالب گمان یہ ہو کہ اگر اوپر ذکر کردہ طریقے کے مطابق تکبیریں کہنے کے بعد بھی امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائیں گے، تو اسی طریقے سے تکبیریں کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائیں، اور غالب گمان یہ ہو کہ تکبیریں کہنے کی صورت میں امام کیساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوسکیں گے تو اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لیں، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائیں، اور رکوع میں تسبیح پڑھنے کے بجائے تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں، اس میں کانوں تک ہاتھ نہیں اٹھانے، اگر اس طرح کرنے میں رکوع میں تین تکبیریں کہنے کا موقع نہیں ملا، بلکہ امام تین تکبیریں کہنے سے پہلے ہی کھڑے ہوگئے تو اس صورت میں امام کے ساتھ ہی کھڑے ہو جائیں، جو تکبیریں رہ گئیں وہ معاف ہیں۔

اور اگر امام کے پہلی رکعت کے رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد نماز میں شامل ہوئے، تو اس صورت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز میں شامل ہو جائیں، اور زائد تکبیریں نہ کہیں، بلکہ امام کے ساتھ اپنی نماز پوری کریں، اور جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی رہ جانے والی ایک رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑے ہوں تو پہلے تلاوت کریں اور اس کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے تین زائد تکبیریں کہیں، اور تینوں میں اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، اور پھر چوتھی مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور باقی رکعت عام طریقے سے پوری کریں۔

اور اگر امام کے دوسری رکعت کے رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد نماز میں شامل ہوئے، تو اس صورت میں امام کے ساتھ نماز پوری کریں، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو جائیں، اور اپنی فوت شدہ دو رکعتیں ادا کریں، اور اس میں پہلی اور دوسری رکعت میں زائد تکبیریں اسی موقع پر ادا کریں جس طرح امام کرتا ہے۔

اگر عید کی نماز میں ایسے وقت میں شامل ہوئے کہ امام تشہد پڑھ چکے ہیں لیکن ابھی تک سلام نہیں پھیرا، تو نماز میں شامل ہو جائیں، اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ دو رکعتیں پوری کریں، اور اس میں اپنے مقام پر زائد تکبیریں کہیں۔

تکبیر تشریق کے احکام

تکبیر تشریق کے الفاظ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ.

اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے۔ (جواہر الفقہ) البتہ عورتیں یہ تکبیر آہستہ آواز سے کہیں۔

تکبیر تشریق کتنی بار کہیں؟

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ پڑھیں، ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا خلاف سنت ہے۔ (شامی و فتاوی دار العلوم مدلل)

تکبیر تشریق کب سے کب تک پڑھیں

عرفہ کے دن یعنی ۹ ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ ذوالحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد فوراً بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے، گویا یہ کل تئیس نمازیں ہوتی ہیں جن کے بعد تکبیر تشریق کہنا واجب ہے۔ اور یہ پانچ دن کہ جن میں یہ تکبیریں کہی جاتی ہے، انہیں "ایام تشریق" کہتے ہیں۔

⌘ بقر عید کی نماز کے بعد بھی تکبیر تشریق پڑھنی ہے۔

⌘ اگر کسی شخص کی ایام تشریق کی کوئی نماز فوت ہو جائے اور اسی سال کے ایام تشریق میں اس نماز کی قضاء کرے تو وہ بھی نماز کے بعد تکبیر کہے گا۔

تکبیر تشریق کن لوگوں پر واجب ہے

جو مرد حضرات شہر میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، اور وہ مقیم ہوں یعنی مسافر نہ ہوں تو ان پر تکبیر تشریق کہنا واجب ہے، یہاں چار چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔

1:... مرد ہوں۔

2:... جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں۔

3:... وہ لوگ شہر میں ہوں۔

4:... اور مقیم ہوں (مقیم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ لوگ اپنے اصلی وطن میں ہوں، یا سفر پر نکلے ہوئے ہیں لیکن انہوں نے جہاں اقامت کی نیت معتبر ہوتی ہو، کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی ہو)، بہر حال جن لوگوں میں یہ چاروں کی چاروں باتیں ایک ساتھ پائی جائیں، تو ان پر تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ اور جن لوگوں میں ان چاروں باتوں میں کوئی ایک شرط نہ پائی جائے یا ایک سے زائد شرط نہ پائی جائیں مثلاً عورتیں گھروں میں تنہا نماز پڑھیں، یا کوئی مرد ایام تشریق کی ساری فرض نمازیں یا بعض نمازیں بغیر جماعت کے تنہا ادا کرے، یا جو لوگ گاؤں میں رہتے ہوں وہ تنہا یا جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، یا کوئی مسافر اپنی الگ نماز پڑھے یا اپنے ہی جیسے کسی مسافر امام کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کرے۔ تو ان لوگوں پر تکبیر تشریق کے واجب ہونے اور نہ ہونے میں حضرات ائمہ کے درمیان اختلاف ہے، اس اختلاف کے پیش نظر احتیاط اسی میں ہے کہ یہ لوگ بھی ہر فرض نماز کے بعد تکبیرات تشریق پڑھ لیں۔

تاہم ان لوگوں میں سے اگر کوئی ایسے امام کے پیچھے نماز ادا کرے کہ جس پر تکبیر تشریق واجب ہے، تو ان پر بھی امام کے تابع ہو کر تکبیر تشریق واجب ہو جائے گی۔

(جاری ہے)

تشکیل معاشرہ میں اسلامی قانون کا کردار!

گزشتہ سے پیوستہ

قاری عبدالرؤف مدنی، پشاور

ناپ تول:

اسلامی قانون عام تجارتی معاملات میں ''اَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ '' (الانعام:۱۵۲) ''ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو'' اسی طرح قرآن پاک کی سورۂ تطفیف میں فرمایا گیا ہے کہ ان لوگوں کے لئے حسرت وناکامی ہے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، جب وہ لوگوں سے ناپ کرلیں تو پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ یا تول کردیں تو کم کردیتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو یقین نہیں کہ وہ مرکر ایک ہولناک دن کے لئے اٹھائے جائیں گے؟ جس دن سارے جہانوں کے مالک کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینے کو کھڑے ہوں گے۔ اسلامی قانون ''اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ '' (المائدۃ:۱) کہہ کر معاہدات کی پابندی کرنے پر زور دیتا ہے کہ روز قیامت تم سے تمہارے وعدوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

انسان محض معاشی حیوان نہیں:

اسلام، انسان کے لئے محض معاشی حیوان بننا پسند نہیں کرتا جو رات دن اپنی تجوری کو بھرنے میں لگا رہے۔ وہ ''امر بالمعروف '' اور ''نہی عن المنکر '' کو ہر مسلمان کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ قرار دیتا ہے۔ ساتھ ہی وہ معاشرہ میں امور خیر کی انجام دہی کے لئے یاد دلاتا ہے کہ ان کے مال میں سائل اور محروم کے لئے بھی حق ہے۔ ''وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ '' (الذاریات:۱۹) ''یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ '' (البقرۃ:۲۱۵) اے رسول! لوگ آپ سے خرچ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، فرمادیجئے کہ جو تمہاری ضرورت سے زائد ہو، وہ راہ خدا میں خرچ کرو۔ انفاق فی سبیل اللہ کے اس قرآنی حکم کے ساتھ ''لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ '' (آل عمران:۹۲) بھی ارشاد ہورہا ہے کہ ''اللہ کی راہ میں وہ مال خرچ کرو جو تم کو محبوب ہے۔'' یہاں تفصیلات بیان کرنے کا موقع نہیں، اس قدر عرض کردوں کہ تقریباً ساڑھے پانچ سو آیات قرآن پاک کی ایسی ہیں جو اسلامی قوانین واحکام سے متعلق ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی ہزارہا احادیث اور آثار موجود ہیں، جنہیں اسلامی معاشرہ کی تشکیل اور اسلامی قانون کے ماخذ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔

تعزیری قوانین:

اب ذرا تعزیری قوانین کی طرف آیئے! انسان کی صفت جو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ''اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا '' (الاحزاب:۷۲) انسان کے ظالم ہونے پر صریح نص ہے۔ وہ معاشرے پر مختلف انداز سے ظلم ڈھاتا ہے۔ ان میں اس کے وہ افعال جو پورے معاشرے کے لئے گندگی اور خرابی اخلاق کا موجب ہوں تعزیری معاملہ میں ان کی طرف اسلامی قانون اپنی پہلی توجہ مرکوز کرتا ہے، چنانچہ اسلامی فوجداری قانون کے دو حصے ہیں: ایک وہ جرائم اور سزائیں ہیں، جن کا ذکر قرآن پاک میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدینؓ سے ثابت ہیں اور دوسری قسم ان جرائم اور سزاؤں کی ہے، جن کے تعین کے لئے حاکم وقت کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ زمانہ کے حالات اور اپنی صوابدید کے موافق جو سزا چاہے اور مناسب سمجھے، مجرموں کو دے، تاکہ معاشرہ سے جرائم کا سد باب ہو۔

جہاں تک ان جرائم اور سزاؤں کا تعلق ہے جو قرآن پاک میں مذکور ہیں، ان میں سرفہرست زنا، چوری، قتل، بغاوت وغیرہ آتے ہیں۔ اسلامی قانون زنا کے جرم کے سلسلے میں بڑا سخت گیر واقع ہوا ہے۔ قرآن سب سے پہلے تو یہ حکم دیتا ہے کہ ''لَاتَقْرَبُوْا الزِّنَا '' (الاسراء:۳۲) یعنی ''زنا کے قریب ہی نہ بھٹکو۔'' اور اگر کوئی اس حکم کے باوجود اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے تو حکم دیتا ہے:

''اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَاتَأْخُذْکُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ '' (النور:۲)

ترجمہ: ''جو عورت ومرد زنا کرے تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہو تو اللہ کے دین کی بات پر عمل کرنے میں ان دونوں سے نرمی نہ برتنا۔ نیز یہ کہ جس وقت ان کو سزا دی جائے تو

مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہو، تاکہ وہ ان کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر عبرت پکڑیں۔"

مقام افسوس ہے کہ اس مملکت خداداد پاکستان میں سو کوڑوں کی سزا اور زانی وزانیہ کے ساتھ نرمی نہ برتنے کے صریح حکم قرآنی کے باوجود تعزیرات پاکستان میں زنا کا جرم آج بھی قابل راضی نامہ ہے۔

اسلامی قانون میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹ ڈالنا ہے۔ قرآن کا صاف وصریح حکم ہے: "اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا"۔ (المائدۃ:۳۸) لیکن ہمارے معاشرے میں چور کی جو سزا ہے، وہ آپ سب کو معلوم ہے۔ اسی طرح قتل کے جرم میں 'اسلامی قانون میں قصاص یعنی جان کے بدلے جان اور اگر مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں تو دیت یعنی خون بہا کا حکم ہے۔ یہ حقیقت میں اللہ کی طرف سے ایک مہربانی اور آسانی ہے۔ قصاص کا قانون اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ معاشرہ کے افراد آپس کی خون ریزی سے اجتناب کریں۔

اسی طرح جو لوگ رہزنی کا ارتکاب کریں یا بغاوت کے ذریعہ ملک میں فساد مچائیں، ان کی سزا قرآن میں یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے یا گرفتار کر کے سولی دے دی جائے یا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ ڈالا جائے یا قید کیا جائے اور ان کو جلاوطن کر دیا جائے۔ البتہ اگر وہ توبہ کرلیں تو انہیں معاف کر دیا جائے۔ (اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلیں تو رہزنی کی حد ساقط ہو جاتی ہے، لیکن حقوق مالی واجب رہتے ہیں، نیز اگر کسی کو قتل کیا ہو تو قصاص بھی آتا ہے اور گرفتار ہونے کے بعد توبہ بھی معتبر نہیں ہے) یہ حکم ان کے لئے ہے جو ایک اسلامی حکومت میں فتنہ وفساد کا بازار گرم رکھیں اور مسلمانوں کی جان ومال، آبرو اور خود اسلامی حکومت کے درپے ہوں، جس کو عام اصطلاح میں غداری یا بغاوت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ اسلامی قانون دیگر جسمانی سزاؤں کے سلسلے میں عدل اور برابری کا مطالبہ کرتا ہے، چنانچہ "اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ." (المائدۃ:۴۵) کا قائل ہے، یعنی یہ کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم کے بدلے اسی جیسا زخم۔

اسلامی قانون شراب نوشی کو حرام قرار دیتا ہے، اس لئے کہ وہ ام الخبائث ہے۔ دوسری اخلاقی خباثتوں کو جنم دیتی ہے اور اس کے لئے خلافت راشدہ میں اسی کوڑوں کی سزا مقرر تھی، لیکن بدقسمتی سے ہمارا قانون ملکی اس کو صرف امن وامان کے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے۔

اسلامی قانون "اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ"۔ (الاعراف:۴۵) کی تعمیل میں تمام فواحش اور منکرات کو حرام کہتا ہے اور فحاشی، جنسی بے راہروی اور بے حیائی کو قانوناً جرم قرار دیتا ہے۔ یہ ہے اسلامی قانون فوجداری کا وہ خلاصہ جو اس کائنات کے پیدا کرنے والے نے جو انسانوں کی اچھی اور بری، کھلی اور چھپی سب باتوں کو جاننے والا ہے، مقرر فرمایا ہے۔ آپ کہیں گے کہ اسلامی قانون فوجداری سخت گیر واقع ہوا ہے۔ میں کہوں گا: بے شک اسلامی قانون سخت گیر ہے، وہ معاشرے کو مفاسد سے پاک رکھنا چاہتا ہے اور شخصی ملزم کے حق میں نرم رجحان کے خلاف ہے، جس کے نتائج آپ روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں۔ جسٹس اے آر کارنیلیس جو پاکستان کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں، جنہیں مغربی قوانین کو جاننے اور برتنے کا اس برصغیر میں تقریباً چالیس سال تک موقع ملا ہے اور جو اسلامی قانون کی برتری اور عظمت کے بھی قائل ہیں، انہوں نے ۲۷راگست ۱۹۹۵ء کو آسٹریلیا میں وزرائے قانون اور اٹارنی جنرلز کی ایک کانفرنس کے دوران اپنے مقالہ میں فرمایا تھا:

"زمانۂ حال کے قانون فوجداری کے ماہرین کے لئے ملزم کی ذات کے تحفظ کا مسئلہ خصوصی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس ضمن میں ان کی توجہ نئے اور بعید از فہم عذرات کی جانب مرکز ہے۔ اگر پاکستان میں فوجداری کارروائیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں ان پر اگر مزید توجہ دی گئی تو ملزموں کو ایک بہتر پوزیشن حاصل ہو جائے گی، جو مفاد عامہ کی نظر میں خلاف مصلحت، بلکہ کسی حد تک خطرناک ثابت ہوگا۔"

میں اس ضمن میں اس قدر عرض کروں گا کہ قانون خواہ کتنا ہی اچھا اور عدل وانصاف پر مبنی ہو، اس وقت تک اس کے بہتر اثرات ونتائج مرتب نہیں ہو سکتے، جب تک کہ کسی ملک کے قانون وانصاف کے ادارے اس کارکردگی اور مہارت کے ساتھ اپنے فرائض ادا نہ کریں جو معاشرے کے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں یہ مسئلہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں اسلامی تصور انصاف اور عدل کی خصوصیات رکھتا ہے۔

آخر میں میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ مسلمان معاشرہ جس کی اساس "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر قائم ہے، مختلف بیرونی اثرات اور عوامل کے باوجود یہی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا جذبہ ہمارے معاشرے کو آج بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع کئے ہوئے ہے۔ میں پورے یقین واعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ مسلم معاشرہ کو مجتمع رکھنے والا خدا کا قانون اور اسلامی ضابطہ حیات ہی ہو سکتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں غیر اسلامی

مسلمانوں کا ایک گروہ موجود ہو تا کہ وہ ان کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر عبرت پکڑیں۔“

مقام افسوس ہے کہ اس مملکت خداداد پاکستان میں سوکوڑوں کی سزا اور زانی وزانیہ کے ساتھ نرمی نہ برتنے کے صریح حکم قرآنی کے باوجود تعزیرات پاکستان میں زنا کا جرم آج بھی قابل راضی نامہ ہے۔

اسلامی قانون میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹ ڈالنا ہے۔قرآن کا صاف وصریح حکم ہے: ”اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا“۔(المائدۃ:۳۸) لیکن ہمارے معاشرے میں چوری کی جو سزا ہے، وہ آپ سب کو معلوم ہے۔اسی طرح قتل کے جرم میں اسلامی قانون میں قصاص یعنی جان کے بدلے جان اور اگر مقتول کے ورثاء راضی ہو جائیں تو دیت یعنی خون بہا کا حکم ہے۔یہ حقیقت میں اللہ کی طرف سے ایک مہربانی اور آسانی ہے۔قصاص کا قانون اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ معاشرہ کے افراد آپس کی خون ریزی سے اجتناب کریں۔

اسی طرح جو لوگ رہزنی کا ارتکاب کریں یا بغاوت کے ذریعہ ملک میں فساد مچائیں، ان کی سزا قرآن میں یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کو قتل کردیا جائے یا گرفتار کر کے سولی دے دی جائے یا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ ڈالا جائے یا قید کیا جائے اور ان کو جلاوطن کردیا جائے۔البتہ اگر وہ توبہ کرلیں تو انہیں معاف کردیا جائے۔(اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرلیں تو رہزنی کی حد ساقط ہو جاتی ہے، لیکن حقوق مالی واجب رہتے ہیں، نیز اگر کسی کو قتل کیا ہو تو قصاص بھی آتا ہے اور گرفتار ہونے کے بعد توبہ بھی معتبر نہیں ہے) یہ حکم ان کے لئے ہے جو ایک اسلامی حکومت میں فتنہ وفساد کا بازار گرم رکھیں اور مسلمانوں کی جان ومال، آبرو اور خود اسلامی حکومت کے درپے ہوں، جس کو عام اصطلاح میں غداری یا بغاوت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔اسلامی قانون دیگر جسمانی سزاؤں کے سلسلے میں عدل اور برابری کا مطالبہ کرتا ہے، چنانچہ ”اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ“ (المائدۃ:۴۵) کا قائل ہے، یعنی یہ کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخم کے بدلے اسی جیسا زخم۔

اسلامی قانون شراب نوشی کو حرام قرار دیتا ہے، اس لئے کہ وہ ام الخبائث ہے۔دوسری اخلاق خباثتوں کو جنم دیتی ہے اور اس کے لئے خلافت راشدہ میں اسی کوڑوں کی سزا مقرر تھی، لیکن بدقسمتی سے ہمارا قانون ملکی اس کو صرف امن وامان کے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے۔

اسلامی قانون ”اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ“۔(الاعراف:۳۵) کی تعمیل میں تمام فواحش اور منکرات کو حرام کہتا ہے اور فحاشی، جنسی بے راہروی اور بے حیائی کو قانوناً جرم قرار دیتا ہے۔یہ ہے اسلامی قانون فوجداری کا وہ خلاصہ جو اس کائنات کے پیدا کرنے والے نے جو انسانوں کی اچھی اور بری، کھلی اور چھپی سب باتوں کو جاننے والا ہے، مقرر فرمایا ہے۔آپ کہیں گے کہ اسلامی قانون فوجداری سخت گیر واقع ہوا ہے۔میں کہوں گا: بے شک اسلامی قانون سخت گیر ہے، وہ معاشرے کو مفاسد سے پاک رکھنا چاہتا ہے اور شخصی ملزم کے حق میں نرم رجحان کے خلاف ہے، جس کے نتائج آپ روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں۔جسٹس اے آر کارنیلیس جو پاکستان کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں، جنہیں مغربی قوانین کو جاننے اور برتنے کا اس برصغیر میں تقریباً چالیس سال تک موقع ملا ہے اور جو اسلامی قانون کی برتری اور عظمت کے بھی قائل ہیں، انہوں نے ۲۷ر اگست ۱۹۹۵ء کو آسٹریلیا میں وزرائے قانون اور اٹارنی جنرلز کی ایک کانفرنس کے دوران اپنے مقالہ میں فرمایا تھا:

”زمانۂ حال کے قانون فوجداری کے ماہرین کے لئے ملزم کی ذات کے تحفظ کا مسئلہ خصوصی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔اس ضمن میں ان کی توجہ نئے اور بعید از فہم عذرات کی جانب مرتکز ہے۔اگر پاکستان میں فوجداری کارروائیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ اثر مرتب ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں ان پر اگر مزید توجہ دی گئی تو ملزموں کو ایک بہتر پوزیشن حاصل ہو جائے گی، جو مفاد عامہ کی نظر میں خلاف مصلحت، بلکہ کسی حد تک خطرناک ثابت ہوگا۔“

میں اس ضمن میں اس قدر عرض کروں گا کہ قانون خواہ کتنا ہی اچھا اور عدل وانصاف پر مبنی ہو، اس وقت تک اس کے بہتر اثرات ونتائج مرتب نہیں ہو سکتے، جب تک کہ کسی ملک کے قانون وانصاف کے ادارے اس کارکردگی اور مہارت کے ساتھ اپنے فرائض ادا نہ کریں جو معاشرے کے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔بدقسمتی سے پاکستان میں یہ مسئلہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔اس سلسلہ میں اسلامی تصور انصاف اور عدل کی خصوصیات رکھتا ہے۔

آخر میں میں یہ عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ مسلمان معاشرہ جس کی اساس ”لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ“ پر قائم ہے مختلف بیرونی اثرات اور عوامل کے باوجود یہی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا جذبہ ہمارے معاشرے کو آج بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع کئے ہوئے ہے۔میں پورے یقین واعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ مسلم معاشرہ کو مجتمع رکھنے والا خدا کا قانون اور اسلامی ضابطہ حیات ہی ہوسکتا ہے۔ہمارے معاشرے میں غیر اسلامی

قوانین تقدیس کے تصور سے یکسر عاری ہیں، جن کے احترام کے جذبہ سے لوگوں کے دل خالی ہیں۔ یہی وہ چیز ہے جو ایک عرصہ سے مسلم معاشرہ میں انتشار کا باعث بنی ہوئی ہے اور معاشرتی برائیاں گھٹنے کے بجائے روز بروز بڑھ رہی ہیں۔

پچھلی حکومتوں نے اس سلسلہ میں جو اقدامات کئے، وہ ناقص تھے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اسلامی قوانین اور ضابطہ حیات کو معاشرہ میں خواہ وہ سیاست ہو یا تجارت، تعلیم ہو یا عدالت، اس کو نافذ کردیں، ورنہ مسائل روز بروز الجھتے جائیں گے اور خبر نہیں کہ انجام کیا ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: اسلام اور حکومت و ریاست دو جڑواں بھائی ہیں، ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست حالت میں نہیں رہ سکتا۔ اسلام کی مثال ایک بنیاد کی اور حکومت گویا اس کی محافظ ہے۔ جس عمارت کی بنیاد نہ ہو، وہ گرجاتی ہے اور جس کا کوئی نگہبان نہ ہو، وہ لوٹ لیا جاتا ہے۔ اسلامی حکومت کی مثال ایک عمارت کی ہے، جس کی بنیاد اسلام ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس بنیاد کو جیسے بھی ہو، محفوظ رکھا جائے اور یہ ہمارا انفرادی، اجتماعی، اخلاقی، اور مذہبی فریضہ ہے کہ ہم اس کی بقاء اور اقامت کی بھرپور کوشش کریں۔

☆☆............☆☆

حکمرانوں نے سیاسی مقاصد کیلئے عشق رسالت کا ٹائٹل استعمال کیا: ختم نبوت کانفرنس

ناموس رسالت کا تحفظ ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے، توہین انبیا صلیبی جنگ کا حصہ ہے، گستاخی آزادیٔ اظہار رائے نہیں، خبثِ باطن ہے

قادیانیت کا کفر عیاں ہوچکا ہے، حکومت سفارتخانوں کے ذریعے پروپیگنڈے کا انسداد کرے: مقررین

چناب نگر، چنیوٹ (نامہ نگار، نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکز ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقدہ آل پاکستان سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر، ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے تجدید عہد اور عالم اسلام کے لئے رقت آمیز دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی۔ کانفرنس کی مختلف نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ ناموس رسالت کا تقدس و تحفظ ہمارے عقیدے اور ایمان کا مسئلہ ہے۔ توہین انبیاء صلیبی جنگ کا حصہ ہے۔ کوئی بدباطن آزادیٔ اظہار رائے کے جعلی اور بودے فلسفے کا سہارا لے کر گستاخی کرتا ہے تو اسے آزادیٔ اظہار رائے نہیں اظہار خبث باطن کہنا دینی غیرت کا تقاضا ہے۔ حکمران عشق رسالت کا ٹائٹل استعمال کر کے سیاسی اغراض و مقاصد کے لئے برساتی مینڈکوں کا کردار ادا کررہے ہیں۔ اختتامی سیشن سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جماعت اسلامی کے منور حسن، جمعیت علماء اسلام کے مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا محمد امجد خان، جمعیت اہل حدیث کے مولانا عبدالرشید حجازی، جمعیت علماء پاکستان کے مولانا صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر، قاری زوار بہادر کے علاوہ مولانا فضل الرحمٰن درخواستی، مولانا قاضی ارشد الحسینی، مولانا اشرف علی، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا الیاس گھمن، متحدہ جمعیت اہل حدیث کے سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی، مولانا ظفر احمد قاسم سمیت متعدد مذہبی راہنماؤں نے شرکت و خطاب کیا۔ مہمان خصوصی پیران طریقت مولانا عبدالغفور ٹیکسلا، مولانا سید ناصر فاروق شاہ، مولانا سید جاوید حسین شاہ اور مولانا پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری تھے۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ پوری دنیا میں قادیانیت کا کفر روز روشن کی طرح عیاں ہوچکا ہے۔ وہ عالمی سطح پر اپنی مظلومیت کا جھوٹا واویلا کرکے مغرب سے مراعات حاصل کررہے ہیں۔ حکومت کو اپنے سفارت خانوں کے ذریعے قادیانیوں کے پروپیگنڈے کا انسداد کرنا ہوگا۔ جماعت اسلامی کے منور حسن نے کہا کہ ہمیں اتحاد و یگانگت سے طاغوت کا مقابلہ کرنا ہوگا۔ حکومت قادیانیوں کو ان کی آئینی و دستوری حیثیت تسلیم کرنے پر مجبور کرے۔ جے یو آئی کے رہنما رکن قومی اسمبلی مولانا عطاء الرحمٰن نے کہا کہ ملک کے نام سے اسلامی کا لفظ نکالنے کی سازشیں ہورہی ہیں۔ جے یو آئی کے مرکزی سیکریٹری اطلاعات مولانا محمد امجد خان نے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اسلامی شعائر کی توہین صلیبی جنگ کا حصہ ہے۔ مولانا ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر نے کہا کہ ہمیں اتحاد و اتفاق سے سیکولر قادیانی لابیوں کا راستہ روکنا ہوگا۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۹؍اکتوبر ۲۰۱۲ء)

ملعون فلم پروڈیوسر کے بارے میں

حیرت انگیز انکشافات

ڈاکٹر مرزا اختیار بیگ

میرے زیادہ تر کالم معیشت پر ہوتے ہیں لیکن حال ہی میں امریکی گستاخانہ فلم پر جس طرح ملک میں احتجاج اور ''یوم عشق رسول'' منایا گیا، پر مجھ سمیت پوری قوم نہایت شرمندہ اور افسردہ ہے اور میں چاہوں گا کہ اپنے قارئین سے اس موضوع پر بات کروں۔ نائن الیون کے واقعے کے بعد دنیا کے کچھ مغربی ممالک کے انتہا پسند عناصر نے اپنے وسائل، میڈیا اور ٹیکنالوجی کے بل بوتے پر اپنی رائے عامہ مسلمانوں کے خلاف پیش کرنے کی جو مہم شروع کی تھی، اس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ پہلے مسلمانوں کو انتہا پسند اور اب دہشت گرد بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا جارہا ہے کہ دنیا کے امن کو خطرہ ہے تو صرف مسلمانوں سے۔ ایک جرمن مسلم اسکالر سے ایک ٹی وی انٹرویو جسے لاکھوں لوگوں نے دیکھا میں ''اسلام اور دہشت گردی'' کے بارے میں سوال کیا تو مسلم اسکالر نے جواب دیا کہ پہلی جنگ عظیم کس نے شروع کی تھی؟ کیا مسلمانوں نے؟ دوسری جنگ عظیم کس نے شروع کی تھی؟ کیا مسلمانوں نے؟ کس نے آسٹریلیا میں دو کروڑ سے زائد قدیم قبائلی باشندوں (Aborigenis) کو قتل کیا؟ کیا مسلمانوں نے؟ کس نے ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرایا؟ کیا مسلمانوں نے؟ کس نے شمالی امریکا میں دس کروڑ انڈینز قتل کیے؟ کیا مسلمانوں نے؟ کس نے جنوبی امریکا میں پانچ کروڑ انڈینز قتل کیے؟ کیا مسلمانوں نے؟ کس نے اٹھارہ کروڑ افریقیوں کو غلام بنایا جس میں سے ۸۸ فیصد کو مر جانے کے بعد بحر اوقیانوس میں پھینک دیا گیا؟ کیا مسلمانوں نے؟ کس نے ویتنام، عراق اور افغانستان پر جنگ مسلط کی؟ کیا مسلمانوں نے؟ یقیناً یہ سب مسلمانوں نے نہیں کیا، لہٰذا آپ کو دہشت گردی کی واضح تعریف کرنا ہوگی، کیونکہ اگر کوئی غیر مسلم کچھ برا کرتا ہے تو یہ جرم ہے لیکن اگر مسلمان وہی چیز کرتا ہے تو یہ دہشت گردی ہے، آپ کو یہ دہرا معیار ختم کرنا ہوگا، پھر ہم اس موضوع پر بات کرسکیں گے، کیونکہ اس دہرے معیار نے دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے۔ تہذیب، تمدن، اقدار، ثقافت غرضیکہ مسلمانوں کو ہر چیز کو شک بھری نظروں سے دیکھا جانے لگا ہے، تاہم مغربی ممالک کے اعتدال پسند عناصر نے مسلمانوں کے خلاف جاری نفرت پر مبنی مہم کو کبھی پسند نہیں کیا۔ مسلمانوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ ان کے پاس ذرائع ابلاغ کا کوئی مضبوط نظام موجود نہیں جس کے ذریعے ان عناصر کو منہ توڑ جواب دیا جاسکے۔ مغرب کی انتہا پسندی کا آغاز سلمان رشدی کی گستاخانہ کتاب سے ہوا، جس کے بعد ڈنمارک کے کارٹونسٹ کے بنائے گئے گستاخانہ خاکے سامنے آئے۔ اکثر ممالک نے دنیائے اسلام کے بھرپور احتجاج کے بعد ان خاکوں کی اشاعت کے خلاف کسی کارروائی سے انکار کردیا اور اسے ''آزادی اظہار رائے'' اور ''آزادی صحافت'' کا نام دیا لیکن انہی ممالک میں ہولوکاسٹ کے خلاف لکھنا قانوناً جرم ہے۔ حال ہی میں یوٹیوب پر جاری کئے گئے گستاخانہ فلم کے ویڈیو کلپس نے پورے عالم اسلام میں غم و غصے کی ایک لہر پھیلادی ہے۔ مصر، یمن، تیونس، انڈونیشیا، ملائیشیا، لیبیا، افغانستان، ایران، عراق، مراکش، بھارت، بنگلہ دیش اور پاکستان سمیت دنیا بھر میں اس فلم کے خلاف شدید مظاہرے ہوئے لیکن پاکستان کے سوا دنیا بھر میں احتجاج پرامن رہے اور کہیں پر بھی املاک کو نقصان نہیں پہنچایا گیا، جس سے ہمیں یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ بحیثیت قوم ہم تیزی سے انتہا پسند اور شدت پسند معاشرے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق "Innocent of Muslims" کی یہ گستاخانہ فلم ایک ۵۵ سالہ امریکی اسرائیلی نژاد شہری نکولا بسیلے نے یہودی مالی تعاون سے بنائی جس کے لئے اسے ۵۰ لاکھ امریکی ڈالر ملے۔ یہ فلم بنانے میں اسے بعض مصری عیسائی تارکین وطن کی مدد حاصل تھی۔ فلم کا پروڈیوسر ۲۰۱۰ء میں ویلس فارگو بینک سے جعلی چیک کیش کرانے کے الزام میں اکیس ماہ قید اور سات لاکھ ۹۴ ہزار ۷۰۰ ڈالر جرمانہ کی سزا کاٹ چکا ہے اور جج سوزین سیگل نے اسے معاشرے کے لئے خطرہ قرار دیا تھا۔ امریکی وکیل رابرٹ ڈگڈیل نے لاس اینجلس کورٹ میں نکولا کو ذہنی مریض بتایا ہے جو مختلف ناموں سے اس طرح کے کام کرتا ہے۔ وکیل کے مطابق پاسپورٹ میں اس

کا نام مارک بیسلے یوسف ہے جبکہ ڈرائیونگ لائسنس میں نکولا بیسلے نکولا ہے اور گستاخانہ فلم کے اجرا کے وقت اس پروڈیوسر نے اپنے آپ کو اسرائیلی یہودی سیم بیسلے کے تیسرے نام سے متعارف کرایا۔ فلم میں کام کرنے والی اداکارہ سنڈی لیگارلیا نے فلم کے ڈائریکٹر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا فیصلہ کیا، کیونکہ اداکارہ کے بقول اسے فلم کا نام "صحرائی جنگجو" بتایا گیا تھا جو دو ہزار سال قبل مصر کے بارے میں تھی۔ اداکارہ کا کہنا ہے کہ اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اس فلم کو اسلام دشمن پروپیگنڈے کے لئے استعمال کیا جائے گا، کیونکہ فلم میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں اشتعال انگیز کلمات ڈبنگ کر کے شامل کئے گئے ہیں۔ باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ لاس اینجلس کی فیڈرل کورٹ نے ۲۷ر ستمبر ۲۰۱۲ء کو ملعون پروڈیوسر نکولا بیسلے کو اسلام دشمن فلم بنانے کے الزام میں گرفتار کرلیا ہے اور اس کے قبضے سے ۱۴۱ جعلی ناموں کے ڈیبٹ اور کریڈٹ کارڈ برآمد ہوئے ہیں۔

اسلام ایک امن پسند دین ہے جو محبت، اخوت اور حسن سلوک سے دنیا میں پھیلا ہے، لہٰذا گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاج بھی پرامن اور تشدد سے پاک ہونا چاہئے تھے۔ ایک رپورٹ کے مطابق اقتصادی ماہرین کا کہنا ہے کہ جمعہ کو معاشی سرگرمی بند رہنے سے قومی معیشت کو ایک دن میں ۷۶ ارب روپے کا نقصان ہوا ہے، اس میں مشتعل مظاہرین کی جانب سے توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات شامل نہیں۔ کراچی چیمبر کے ایک اندازے کے مطابق صرف کراچی شہر کے بند ہونے سے ایک دن میں ۱۴ ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔ ہمارا ملک جس مالی و معاشی بحران سے دوچار ہے وہ اس طرح کے نقصانات کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ احتجاج کے دنوں میں لاعلاج بچوں کی آخری خواہشات کی تکمیل کے عالمی ادارے میک اے وش فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کے صدر جان اسٹیٹنز امریکی حکومت کی جانب سے پاکستان کا سفر نہ کرنے کی ہدایت کے باوجود پہلی بار پاکستان آئے تھے۔ میرے کچھ بیرونی خریدار بھی کراچی کے مقامی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے، جنہوں نے ان شرمناک مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ہم نے جس طرح گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاج اور "یوم عشق رسول" منایا اس سے یقیناً دنیا کو مسلمانوں کے جذبات اور احتجاج کے پیغام کے بجائے ایک منفی پیغام دیا گیا ہے۔ دوران احتجاج ہم نے اپنے ہی ۲۹ بھائیوں کی جان لے لی جن میں تین پولیس اہلکار بھی شامل تھے جبکہ ۲۱۰ سے زائد افراد زخمی بھی ہوئے۔ اس کے علاوہ ۷ بینک، ۹ سینما گھر، ایک پیٹرول پمپ، ۲ غیر ملکی ریسٹورنٹس اور بے شمار گاڑیاں جلائی گئیں، جن میں ۴ پولیس موبائلیں بھی شامل ہیں جبکہ تخریب کاروں نے بینکوں کو جلانے سے قبل ان کی اے ٹی ایم مشینوں سے رقوم بھی لوٹ لیں۔ کراچی میں ہنگامہ آرائی اور لوٹ مار کے واقعات اس سے قبل بھی پیش آچکے ہیں، جن میں ۱۲ر مئی ۲۰۰۷ء، ۲۷ر دسمبر ۲۰۰۷ء اور اسی طرح کے دو اور سانحات شامل ہیں جس میں شرپسندوں نے لوگوں کی املاک کو شدید نقصان پہنچایا اور متعدد اموات ہوئیں۔ میری حکومت سے درخواست ہے کہ جلاؤ گھیراؤ اور ہنگامہ آرائی کے الزام میں گرفتار ۳۰ افراد کو انسداد دہشت گردی کی عدالتوں کے ذریعے سخت ترین سزا دی جائے۔ ۲۱ر ستمبر کے ہنگاموں اور لوٹ مار میں چند لوگوں نے پوری قوم کا نام بدنام کیا، ان سب کو سزا ملنی چاہئے تا کہ آئندہ کسی کو عشق رسول کے نام پر اسلام اور پاکستان کا نام بدنام کرنے کی جرأت نہ ہوسکے۔ واضح رہے کہ انگلینڈ میں بھی گزشتہ سال فسادات کے دوران لوٹ مار اور ہنگامہ آرائی کے الزام میں گرفتار ہونے والے افراد کو بلاتفریق سخت ترین سزائیں سنائی گئی تھیں تا کہ آئندہ ایسے فسادات نہ ہوں۔ حکومت نے اسلامی ممالک کی تنظیم او آئی سی کا ہنگامی اجلاس بلایا ہے جبکہ صدر پاکستان نے بھی اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اجلاس میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف گستاخانہ حرکت کے معاملے کو بھرپور طریقے سے اٹھایا اور ہمارے جذبات سے دنیا کو آگاہ کیا۔ کسی بھی مذہب، مقدس ہستی، مقدس کتاب کے خلاف گستاخانہ مواد کی اشاعت اور پروپیگنڈا خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو اسے عالمی قوانین کے تحت ممنوع قرار دیا جائے۔ اسلامی کانفرنس، اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کے بین الاقوامی اداروں کو اس سلسلے میں ٹھوس اقدامات اٹھانے ہوں گے تا کہ دنیا میں بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ مل سکے۔

(روزنامہ جنگ کراچی، یکم اکتوبر ۲۰۱۲ء)

ناموس رسول ....(انوار عزمی)

ہم کو اپنی جان سے پیاری ہے ناموس رسول
متحد ہوکر یہ دنیا کو بتانا چاہئے
صبح کیسی دوپہر کی دھوپ سر پر آگئی
عالم اسلام کو اب جاگ جانا چاہئے

جنوبی افریقہ میں قادیانیوں کا تعاقب!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ کے سابق سربراہ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ جنوبی افریقہ (کیپ ٹاؤن) قادیانی مقدمہ میں اہل اسلام کی معاونت کے لئے تشریف لے گئے، واپسی پر روزنامہ جنگ کراچی کے ملتان میں نمائندہ جناب خان رضوانی نے آپ سے انٹرویو لیا، جو اخبار جہاں کی اشاعت ۱۰ تا ۱۶/دسمبر ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ انٹرویو لینے والے اور انٹرویو دینے والے دونوں اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے، تاہم ان کی یادوں کو دل میں بسانے والے کے لئے یہ معلومات افزا ہے۔ (ادارہ)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

گزشتہ سے پیوستہ

علاوہ ازیں عالم اسلام کی ایک سو چالیس تنظیموں پر مشتمل رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس نے بھی مرزائیوں/احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

اس طرح جنوبی افریقہ کے مسلمان بھی قادیانیوں کو غیر مسلم تصور کرتے ہیں۔ احمدیہ انجمن لاہوری شاخ انجمن اشاعت اسلام نے یہاں مقدمہ دائر کیا ہے جب کہ اس کی اصل انجمن نے پاکستان کی کسی عدالت میں ایسا کوئی مقدمہ دائر نہیں کیا، حالانکہ پاکستان کے دستور کے مطابق وہاں قادیانی مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن ہونے کا حق نہیں رکھتے۔

مسٹر اسماعیل محمد نے یہ بھی کہا کہ مقدمہ کسی شخص کی طرف سے نہیں بلکہ ایک انجمن کی طرف سے دائر کیا گیا، لیکن انجمن نہ تو مسجد میں داخل ہوسکتی ہے، نہ قبرستانوں میں اس کی تدفین ممکن ہے، اگر یہ انجمن زمین میں دفن ہوسکتی تو ہم بہت خوش ہوتے، مگر کیا کریں کہ قبرستانوں میں دفن ہونے کے لئے انسان ہونا ضروری ہے۔ اس لئے سرے سے یہ درخواست ناقابل سماعت ہے پھر قادیانیوں کے وکیل مسٹر پیک اپنے مقدمے کی اس کمزوری سے اچھی طرح واقف ہیں کہ انجمن کی طرف سے یہ درخواست قانونی اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، اس وجہ سے انہوں نے مسٹر پیک کو فریق بنانے کی کوشش کی تھی۔ مسٹر اسماعیل محمد نے مزید کہا کہ کیپ ٹاؤن میں مسلمانوں کی تعداد چھبیس ہزار ہے اور یہاں قادیانیوں کی تعداد دو ڈھائی سو سے زائد نہیں۔ ان حالات میں اگر حکم امتناعی کی توثیق کی گئی اور مسلمانوں کو اس امر کا پابند کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے انہیں اپنے قبرستانوں میں دفن ہونے یا مساجد میں داخل ہونے کی اجازت دیں تو ان کے مذہبی جذبات مجروح ہوں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبۂ تبلیغ کے سربراہ نے مقدمے کی سماعت کی مزید تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ سماعت کے دوسرے روز جمعہ تھا، بارہ بجے کے قریب عدالت نے اپنی کارروائی دو گھنٹے کے لئے ملتوی کردی اور جب دوبارہ سماعت شروع ہوئی تو قادیانیوں کے وکیل مسٹر پیک نے اسماعیل محمد کے دلائل کا جواب دینے کی کوشش کی تاہم عدالت کی فاضل جج نے شام چار بجے اپنا فیصلہ سنادیا اور قادیانیوں کی درخواست پر جاری کردہ عارضی حکم امتناعی واپس لے لیا اور اس کی توثیق نہ کی بلکہ عدالت نے مقدمے کے اخراجات کی ادائیگی کے لئے بھی انجمن اشاعت اسلام کو پابند بنادیا جب مسلمانوں نے عدالت کا فیصلہ سنا تو مسلمانوں میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی اور وہ ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ کیپ ٹاؤن کے شیخ عظیم نے اس موقع پر اسماعیل محمد ایڈووکیٹ کی درخواست پر دعائے شکرانہ ادا کرائی۔ مقدمہ کے فیصلے کے نتیجے میں اپنی کامیابی پر جنوبی افریقہ کے مسلمانوں نے مانچسٹر سے علامہ خالد محمود کو کیپ ٹاؤن بلوایا تھا، تاکہ ان کی آمد سے اسماعیل محمد ایڈووکیٹ کو اپنے دلائل مرتب کرنے میں کافی مدد ملے۔ تاہم جب پاکستان سے ایک وفد وہاں پہنچا تو وہاں کے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے، کیونکہ وہاں کے مسلمان پاکستان سے کافی دور ہونے کے باوجود بھی اپنی مشکلات کے وقت پاکستان کی طرف دیکھتے ہیں، چنانچہ وہاں کے مسلمان کہتے تھے کہ آپ دور ہونے کے باوجود بھی ہمارے قریب ہیں۔

مولانا عبدالرحیم اشعر بتاتے ہیں کہ وفد کے ارکان نے جمعہ کی نماز کیپ ٹاؤن کی جامع مسجد میں ادا کی، جسٹس افضل چیمہ نے اس موقع پر مسلمانوں کے بہت بڑے اجتماع سے خطاب بھی کیا۔ کیپ ٹاؤن کے مسلمانوں کی تمام تنظیموں کے نمائندے اور عہدیدار موجود تھے اور انہوں نے ہمارے اعزاز میں نہایت ہی پُرتکلف عصرانے کا اہتمام کیا تھا وہ بڑی

محبت سے پیش آ رہے تھے، ہم مقدمے کے فیصلے بعد مزید چوبیس گھنٹے کیپ ٹاؤن میں مقیم رہے، اس دوران وہاں کے مسلمان ہمیں بڑھ چڑھ کر دعوتیں دینے کی کوشش کرتے رہے، وہاں محمد موسیٰ صاحب ہمارے میزبان تھے، اب تک وفد کے ارکان نے مسلسل سفر اور مقدمے کے نکات کی تیاری کے باعث آرام نہیں کیا تھا، اب انہیں کچھ ستانے کا موقع ملا، ہمارے میزبانوں نے بہت کم وقت ہونے کے باوجود کیپ ٹاؤن کی سیر کرائی اور بحیرہ اٹلانٹک کا منظر بھی دکھایا۔ ہم ۱۱ر ستمبر ۱۹۸۲ء کی شام کیپ ٹاؤن سے واپس جوہانسبرگ آئے، وہاں دارالعلوم واٹر فال میں پانچ روز قیام رہا، جب کہ مولانا ظفر احمد انصاری، ریاض الحسن گیلانی، حاجی غیاث محمد، انوار احمد قادری اور مولانا ظفر احمد انصاری کا خادم عبدالمجید ۱۲ر ستمبر کی شام جوہانسبرگ سے نیروبی چلے آئے تھے۔ مولانا مفتی زین العابدین تبلیغی دورے پر نیو کاسل ڈرون اور آزادویل گئے، جب کہ مولانا محمد تقی عثمانی کی وہاں نجی مصروفیات تھیں تاہم میں دارالعلوم واٹر فال میں ہی قیام پذیر رہا اور ان پانچ ایام میں قادیانیوں کے بارے میں اپنی کتابوں سے نقول اور حوالے جمع کرکے دارالعلوم واٹر فال کے سپرد کئے تاکہ دارالعلوم واٹر فال جنوبی افریقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا موثر سدباب کر سکے۔ مفتی زین العابدین، مفتی محمد تقی عثمانی اور مولانا عبدالرحیم اشعر پانچ روز بعد جوہانسبرگ سے نیروبی پہنچے اور وہاں سے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سعودی عرب چلے گئے اور پھر فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد وطن واپس لوٹے۔ مولانا عبدالرحیم اشعر نے کیپ ٹاؤن میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان تنازعہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہاں قادیانیوں نے اخبارات میں اشتہار شائع کیا تھا کہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا ہے، مسلمانوں سے اسلام کے نام پر اس مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ دینے کی اپیل کی گئی تھی۔ قادیانیوں کی اس حرکت پر وہاں کے مسلمانوں نے غم وغصہ کا اظہار کیا اور احتجاج کیا کہ قادیانی نہ تو مسجد تعمیر کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسلام کے نام پر مسجد کے لئے چندہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینیٹ کے حوالے بھی دیئے، جنہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کے اس احتجاج سے برانگیختہ ہوکر قادیانیوں نے وہاں کی تنظیموں کے عہدیداروں کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا اور عارضی حکم امتناعی بھی حاصل کر لیا تھا، اس مقدمے کی آڑ میں قادیانی جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ سے اپنے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہتے تھے، لیکن ان کی یہ کوشش اور سازش ناکام ہوگئی، کیونکہ جنوبی افریقہ کے مسلمان بے حد دین دار اور دینی معاملات میں بہت حساس ہیں، وہ مذہب سے گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ وہاں آزادویل نامی ایسا گاؤں بھی ہے جس کی تمام آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ وہاں کوئی ایسا مسلمان نہیں جو باقاعدگی سے نماز ادا نہ کرتا ہو، نماز کے وقت مسجد کے باہر کاروں کی لمبی قطاریں بن جاتی ہیں، میں نے محسوس کیا کہ افریقی ممالک میں لوگ تیزی سے اسلام کی طرف مائل ہورہے ہیں، جنوبی افریقہ کی حکومت کی نسلی امتیاز کی پالیسی کے باعث وہاں کی اصل آبادی جو کالے لوگوں پر مشتمل ہے، اسلام کو راہ نجات تصور کرتی ہے، چنانچہ وہاں تبلیغ اسلام کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آرہے ہیں اور کالے لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ جنوبی افریقہ میں تبلیغی جماعتیں کام کر رہی ہیں اور اسلام سے افریقی آبادی کی رغبت انہی کی کوشش کا ثمر ہے۔

☆☆............☆☆

پیرمحل میں گوہر شاہیوں کی غنڈی گردی

ٹوبہ ٹیک سنگھ.... پیرمحل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تمام مذہبی وسیاسی جماعتوں اور مکاتب فکر یعنی دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث کی گستاخانہ فلم کے خلاف اجتماعی ریلی واحتجاج سے ایک دن قبل گوہر شاہیوں نے ''انجمن سرفروشان اسلام'' کے نام پر غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ریلی نکالنے کی کوشش کی۔ ضلعی انتظامیہ اور تمام علماء کرام جن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست حضرت مولانا مفتی شیراز، جنرل سیکریٹری مفتی محمد عابد فرید، مولانا قاری عتیق الرحمٰن، مولانا عبدالحنان صدیقی، مولانا دلشاد ودیگر کے منع کرنے کے باوجود باز نہ آئے اور بزور طاقت ریلی نکالی۔ چنانچہ مزاحمت کرنے پر گوہر شاہیوں نے پولیس اہلکاروں سمیت کوئی افراد پر آزادانہ لاٹھی اور ڈنڈوں کا استعمال کیا اور مفتی محمد عابد فرید صاحب اور بھائی دلشاد صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں مفتی صاحب کو سر میں شدید چوٹ لگی کہ ۵۰ کے قریب ٹانکے لگے اور بھائی دلشاد کے بھی ۳۰ کے قریب ٹانکے لگے۔ اس غنڈہ گردی کے ردعمل میں پورے پیرمحل کی ساری جماعتیں اکٹھی ہوئیں۔ شدید احتجاج ہوا اور ذمہ داروں کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ انتظامیہ نے حالات کے پیش نظر سارے گوہر شاہی گرفتار کئے۔ بائیس گوہر شاہیوں کے خلاف ایف آئی آر کٹی، انتظامیہ اور قانون کے حوالے کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر جماعتوں کے ذمہ دار حضرات نے کہا کہ ہم ضلعی انتظامیہ خصوصاً محمد الیاس جٹ ایس ایچ او تھانہ پیرمحل کے ممنون اور شکر گزار ہیں، جنہوں نے بروقت کارروائی کرکے حالات پر قابو پایا۔ معلوم ہوا کہ باقاعدہ منصوبہ بندی سے سارے گوہر شاہی کوئی فیصل آباد کا، کوئی جھنگ کا، کوئی شورکوٹ کا اور کوئی پیرمحل کا ٹوبہ کے حالات خراب کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔

قادیانی.... کیوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟

قادیانی عقائد کی روشنی میں

مولانا قاضی احسان احمد

کسی مذہب میں عقائد ونظریات کا خاص حد تک دخل ہوتا ہے، یعنی ہر مذہب اپنے عقائد ونظریات کی بنا پر ایک دوسرے سے ممتاز اور جدا ہوتا ہے، دنیا میں اس وقت پائے جانے والے جتنے بھی مذاہب و اقوام ہیں ان کے اپنے نظریات وعقائد ہیں، جن سے ان کی پہچان ہوتی ہے جیسے اگر کسی کا تعلق یہودیت سے ہے تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں، بعض تورات کو ماننے والے کہلاتے ہیں، اگر کسی کا تعلق عیسائیت سے ہے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں، اسی طرح دیگر مذاہب والے ہندو، سکھ، بدھ مت وغیرہ، ان میں فرق اور جدائی ان کے نظریات کے الگ اور مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔

ایسا ہی ایک طبقہ مرزائیوں اور قادیانیوں کا ہے جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، یہ امت مسلمہ سے بالکل الگ تھلگ، ایک دجالی ٹولہ ہے، جو مسلمانوں سے علیحدہ عقائد ونظریات کا حامل ہے۔ آیئے دیکھیں کہ ان کے کون سے عقائد ونظریات ہیں جن کی وجہ سے یہ اسلام سے خارج اور الگ امت ہے؟

قادیانی عقائد ونظریات پر نظر ڈالنے سے پہلے یہاں ایک بات اور عرض کردوں کہ عام طور پر قادیانی دجل وفریب کا لبادہ اوڑھ کر کم پڑھے لکھے مسلمانوں کے سامنے اپنی مظلومیت کا پرچار کرتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی طرح کلمہ پڑھتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں، مظلوم انسانیت کی خدمت کرتے ہیں، ہر کار خیر میں حصہ لینے کی ممکن حد تک کوشش کرتے ہیں پھر بھی ہمیں کافر کہا جاتا ہے، پھر بھی ہمیں اسلام کا دشمن تصور کیا جاتا ہے۔

قارئین کرام! اس دھوکا کو ذہن میں رکھ کر قادیانی عقائد اور نظریات پر نظر ڈالیں:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

”مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائے، اس لئے ہم (مرزائیوں) کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“ (کلمۃ الفصل ص:۱۵۸، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز، بابت مارچ، اپریل ۱۹۱۵ء)

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ: ”چودھویں صدی سے تمام انسانیت کا رسول مرزا غلام احمد ہے۔“ (تذکرہ ص:۳۹۰)

”قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد ہے۔“ (تذکرہ ص:۸۳)

قادیانی عقیدہ ہے کہ خاتم الانبیاء مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزائی اخبار الفضل، مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء میں لکھتا ہے: ”یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کرسکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی صداقت پر ایمان نہ لائیں، جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدہ کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا وہ (مرزا) وہی فخر اولین وآخرین ہے، جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا“ (قادیانی مذہب ص:۲۶۳)

☆...... قادیانی عقیدہ ہے کہ: ”آسمان وزمین اور تمام کائنات کو صرف مرزا غلام احمد کی خاطر پیدا کیا گیا: ”لو لاک لما خلقت والافلاک۔“ (حقیقۃ الوحی ص:۹۹، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۱۰۲)

قادیانی عقیدہ ہے کہ: ”مرزا غلام احمد کا آسمانی تخت تمام نبیوں سے اونچا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی ص:۸۹، روحانی خزائن ج:۲۲ ص:۹۲)

قادیانی عقیدہ ہے کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا غلام احمد کے زمانہ میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔“ (خطبۂ الہامیہ ص:۱۷۷، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۶۶)

قادیانی عقیدہ ہے کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹی فتح مبین نصیب ہوئی تھی اور بڑی فتح مبین مرزا غلام احمد کو ہوئی۔“ (خطبۂ الہامیہ ص:۹۳، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۸۸)

قادیانی عقیدہ ہے کہ: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح (یعنی بے نور) تھا اور مرزا غلام احمد کے زمانہ کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں و درخشاں ہے۔“ (خطبۂ الہامیہ ص:۱۸۴، روحانی خزائن ج:۱۶ ص:۲۷۵)

قادیانی عقیدہ ہے کہ: ”آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے معجزات تین ہزار تھے۔'' (تحفہ گولڑیہ، ص:۶۳، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۱۵۳)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''مرزا غلام احمد کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقویٰ، اکمل اور اشد ہے۔''

(خطبہ الہامیہ، ص:۱۸۱، روحانی خزائن، ج:۱۶، ص:۲۷۲)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان، ج:۲، ش:۴۲، مورخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک نبی سے مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت ونصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔'' (اخبار الفضل، ۱۹؍۲۱؍ستمبر ۱۹۱۵ء، ۲۶؍فروری ۱۹۲۴ء، قادیانی مذہب، ص:۳۴۲)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''اگر حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام مرزا غلام احمد کے زمانے میں ہوتے تو ان کو مرزا کی پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔'' (اخبار الفضل، ۱۸؍مارچ ۱۹۱۶ء، بحوالہ قادیانی مذہب، ص:۳۴۵)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''جس طرح قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلام کا معجزہ تھا، جس کی مثل لانے سے دنیا عاجز ہے، اسی طرح مرزا غلام احمد کی تصنیف ''اعجاز احمدی'' اور ''اعجاز المسیح'' بھی معجزہ ہے۔

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''آخری آسمانی کتاب قرآن مجید نہیں بلکہ مرزا غلام احمد کی وحی کا مجموعہ ''تذکرہ'' آخری وحی ہے۔''

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''مرزا غلام احمد بمنزلہ خدا کی اولاد کے ہے۔'' (تذکرہ، ص:۳۴۱)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''مرزا غلام احمد خدا کا بروز ہے۔'' (تذکرہ، ص:۵۹۶)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''مرزا غلام احمد خدا کی توحید وتفرید ہے۔'' (تذکرہ، ص:۲۸۱)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''مرزا غلام احمد خدا کی روح ہے۔'' (تذکرہ، ص:۷۴۱)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:

غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں ہے گویا لامکاں میں

(اخبار بدر، ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''مرزا غلام احمد ''کن فیکون'' کا مالک ہے۔'' (تذکرہ، ص:۵۲۵)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''مرزا غلام احمد خدا کا اعلیٰ نام ہے۔'' (تذکرہ، ص:۳۲۸)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''مرزا خدا سے ہے اور خدا مرزا سے۔''

خدا سے تو خدا تجھ سے واللہ
ترا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

(اخبار بدر، ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دجال، عیسیٰ بن مریم، یاجوج وماجوج، دابۃ الارض وغیرہ کی پوری حقیقت نہیں کھلی تھی، مرزا غلام احمد پر ان تمام چیزوں کی حقیقت کھل گئی۔''

(ازالہ اوہام، ص:۶۹۱، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۴۷۳)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''اس زمانہ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی مدار نجات نہیں بلکہ صرف مرزا غلام احمد کی پیروی سے نجات ہوگی۔''

(اربعین نمبر۴، ص:۶ حاشیہ، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۴۳۵)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''جو لوگ مرزا غلام احمد کو (مندرجہ بالا صفات کے ساتھ) نہیں مانتے وہ شقی ازلی ہیں جو دوزخ بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے۔'' (براہین احمدیہ حصہ:۵، ص:۸۲، ۸۳، روحانی خزائن، ج:۲۱، ص:۱۰۹)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''جو شخص مرزا کی پیروی نہ کرے وہ خدا ورسول کا نافرمان اور جہنمی ہے۔''

(اشتہار معیار الاخیار، مورخہ ۲۵؍مئی ۱۹۰۰ء)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل، ص:۱۱۰، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو معجزات قرآن کریم میں بیان فرمائے ہیں وہ سب ''مسمریزم'' کا کرشمہ تھے۔'' (ازالہ اوہام حاشیہ، ص:۳۰۵، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۲۵۵، ۲۵۶)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرآنی معجزات مکروہ اور قابل نفرت تھے مرزا قادیانی لکھتا ہے: اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔'' (ازالہ اوہام حاشیہ ص:۳۰۹، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۲۵۷، ۲۵۸)

قادیانی عقیدہ ہے کہ:''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور معجزہ صرف چاند گہن ہوا تھا اور مرزا غلام احمد کے معجزہ کے طور پر چاند اور سورج دونوں کو گہن ہوا۔'' (اعجاز احمدی، ص:۷۱، روحانی خزائن، ج:۱۹، ص:۱۸۳)

یہ تمام عقائد صریح طور پر اسلام کی ضد اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت ہے، اس لئے مرزا غلام احمد کے ماننے والوں سے خیر خواہانہ گزارش ہے کہ ان کفریہ عقائد سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام میں داخل ہوں۔ وما علینا الا البلاغ۔

☆☆..........☆☆

قادیانی جماعت.... قادیانی قیادت کی نظر میں!

مولانا قاضی احسان احمد

گزشتہ سے پیوستہ

بددیانت جماعت:

’’جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ یہاں (یعنی قادیان میں) ایک اسٹور قائم کیا گیا تھا۔ جماعت کے کچھ افراد نے اس میں روپیہ دیا تھا...... میرے نام ایک خط آیا ہے...... یہ بات کہ یہ کسی احمدی کہلانے والے کا ہے‘ اس سے معلوم ہوتی ہے کہ میرا نام خلیفۃ المسیح لکھا ہے...... (اس میں جو لکھا ہے) وہ یہ ہے کہ یہ احمدیوں کی دیانت کا حال ہے‘ جو دنیا میں بڑے بڑے دینداری کے دعویدار ہیں۔ اس کے بعد اس نے پہلے میری اسٹور کے متعلق سفارش نقل کی ہے کہ ’’جہاں تک میرا علم ہے‘ اسٹور کے کارکن دیانت دار ہیں‘‘ اس کو نقل کرکے (خط میں) کہا ہے کہ یہ ایک پھندا تھا‘ جب روپیہ لوگوں نے دیا تو پھر روپیہ کھانا شروع کردیا اور یہاں تک پہنچایا کہ (اس دور کے) ساٹھ ہزار میں سے صرف اٹھارہ ہزار باقی رہ گیا (کہیں یہ سب کچھ مرزا محمود کی ملی بھگت سے تو نہیں کیا گیا؟ مرتب)۔‘‘ (خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۴۱ ص ۴۳۲ مورخہ ۲۳ تا ۲۷ نومبر ۱۹۲۲ء)

گالیاں کھلوانے والی جماعت:

’’گندے سے گندے الفاظ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کے متعلق کہے جاتے ہیں۔ تم خود دشمن سے وہ الفاظ کہلواتے ہو اور پھر تمہاری تگ و دو یہیں تک آکر ختم ہوجاتی ہے۔ گورنمنٹ سے کہتے ہو وہ تمہاری مدد کرے‘ گورنمنٹ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے؟‘‘ (مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵ نمبر ۱۲۹ ص ۶ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

احمق جماعت:

’’میں نے دیکھا ہے‘ قادیان کی لوکل جماعت کے پریذیڈنٹ (صدر یا امیر) چونکہ بدلتے رہتے ہیں‘ اس لئے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آتی ہے‘ ایک وقت جب ایک شخص پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو دوسرا آکر کہتا ہے: دیکھئے کیا اندھیر نگری ہے‘ کوئی سننے والا ہی نہیں‘ ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے۔ لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریذیڈنٹ ہوجاتا ہے تو شکایت کرتا ہے: پبلک (یعنی قادیانی) بالکل جاہل اور احمق ہے‘ وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی‘ گویا جب خود پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو (قادیانی) پبلک کو احمق قرار دیتا ہے اور جب پبلک میں شامل ہوجاتا ہے تو (اپنے) پریذیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے‘ (گویا پوری قادیانی جماعت ہی احمق ہے۔ مرتب)۔‘‘ (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۴۶ ص ۷ مورخہ ۸ جون ۱۹۳۳ء)

انگاروں والی جماعت:

’’میں چاہتا ہوں کہ جو جو مظالم تم پر کئے جاتے ہیں‘ وہ تمہارے دلوں میں انگارے بن کر جمع ہوتے چلے جائیں لیکن ان کا دھواں باہر نہ نکلے یہاں تک کہ تم ان انگاروں سے جل کر اندر ہی اندر راکھ ہوکر بھسم ہوجاؤ۔‘‘ (خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۱۳۹ ص ۹ مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء)

بے ایمان اور بے وقوف جماعت:

’’تعجب ہے کہ جماعت کے لوگوں کو کیوں یہ خیال نہیں آتا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چنا ہے‘ اس لئے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو مایوس ہیں۔ کتنے ہیں جن کو خیال ہے کہ ہمارے اندر کچھ قابلیت نہیں۔ مگر اس سے زیادہ بے ادبی اور گستاخی کیا ہوسکتی ہے کہ خدا کہتا ہے: تم دنیا کو فتح کروگے‘ لیکن تم کہتے ہو: نہیں‘ ہم نہیں کرسکتے...... یہ انتہا درجہ کی بے ایمانی اور بے وقوفی ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۸ نمبر ۷۲ ص ۷ مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۰ء)

منافقوں پر مشتمل جماعت:

’’میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھتا ہے‘ منافقوں کے ذریعہ اٹھتا ہے اور میں نے ہمیشہ جماعت سے کہا ہے کہ منافقوں کو ظاہر کرو...... ایک درجن سے زائد آدمی قادیان میں ایسے رہتے ہیں جن کی مجالس میں فتنہ انگیزی کی گفتگو میں ہوتی رہتی ہیں۔‘‘ (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲

نمبر ۱۹، مورخہ ۵/اگست ۱۹۳۴ء)

جھگڑالو جماعت:

"مجھے ان (قادیانی) لوگوں کو ڈھیل دیتے دیتے ایک لمبا عرصہ ہوگیا ہے اور اب بھی میں انہیں کچھ نہیں کہتا مگر میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سوچیں ان کا اپنا طریق عمل کیا ہے۔ ان کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ وہ اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ ہمیں فلاں عہدہ کیوں نہیں دیا گیا؟ فلاں کیوں دیا گیا؟ فلاں کے ماتحت ہم رہنا نہیں چاہتے۔ کبھی تنخواہ پر جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں کہ ان کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے' ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو اگر برا بھلا کہا جائے تو انہیں غصہ نہیں آتا لیکن اپنی کوئی بات ہو تو جھگڑے بغیر نہیں رہ سکتے۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۹۲' ص ۹، مورخہ ۵/فروری ۱۹۳۵ء)

غیر مہذب اور غیر شائستہ جماعت:

"بعض دفعہ (میری) بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے اور میں قیاس سے سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کرنا چاہتا ہے' پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں...... پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے...... تو برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے' پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں مگر دو چار بار دبا کر پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں' حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لئے بھی معیوب بات ہے' چہ جائیکہ امام جماعت کے لئے۔ ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آ کر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا؟ (ظاہر ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مہذب اور غیر شائستہ ہی سمجھیں گے۔ مرتب)۔" (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۱ نمبر ۴۹ ص ۵ تا ۷' مورخہ ۱۴/جون ۱۹۳۴ء)

نفس پرور جماعت:

"پس جو لوگ دنیا میں نفسا نفسی میں ہی پڑے رہتے ہیں' قیامت کے روز ان سے بھی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی تازہ مثال ہم میں موجود ہے۔ ایک (قادیانی) شخص کی لڑکی فوت ہوگئی۔ وہ اکیلا اس کا جنازہ لے کر گیا اور راستہ میں دو ایک آدمی اور مل گئے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ میں بوجہ بیماری کے اس جنازہ کے ساتھ نہ جا سکا۔" (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۱۰' ص ۸' مورخہ ۱۲/اگست ۱۹۲۰ء)

ایک پیسے سے بھی کم حیثیت جماعت:

"اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر بھی ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی' جتنی ایک کروڑ پتی کے لئے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔" (اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲' نمبر ۲' ص ۸' مورخہ ۱۳/ستمبر ۱۹۳۴ء)

☆☆

قانون توہین رسالت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے: ختم نبوت کانفرنس

تحفظ ختم نبوت پر ہمیں نہ صرف دینی محاذ پر بلکہ سیاسی و معاشرتی سطح پر بھی اس کے آگے بند باندھنا ہوگا

مذہبی جماعتیں، علمی شخصیات مشترکہ لائحہ عمل بنائیں، قادیانی دجل وفریب کو آشکارا کیا جائے: علماء کا مشترکہ بیان

راچڈیل (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء برطانیہ کے سرپرست اعلیٰ مولانا عبدالرشید ربانی، امیر مفتی محمد اسلم، قاری محمد اسماعیل، مولانا محمد اسلم زاہد، مولانا محمد حسین، مولانا امداد اللہ قاسمی، مولانا اسلام علی شاہ، مولانا جمیل احمد، مولانا محمد نعیم سواتی، مولانا عطاء اللہ خان قادری، عبدالرشید رحمانی، پروفیسر زاہد الحسینی، حاجی اشرف عباسی، قاری محمد طیب عباسی اور دیگر علماء کرام نے اپنے مشترکہ بیان میں ۳۸ سال پہلے پاکستان کی قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلے پر اظہار تشکر کرتے ہوئے کہا کہ جمعیت علماء برطانیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر پورے ملک میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر مجلس کے شانہ بشانہ کام کرتی رہے گی۔ جمعیت کے راہنماؤں نے کہا کہ مذہبی جماعتیں، ادارے اور علمی شخصیات مشترکہ لائحہ عمل بنائیں تاکہ قادیانی دجل و فریب کو آشکارا کیا جائے۔ جمعیت کے ترجمان حافظ محمد اکرام نے کہا کہ فتنہ منکرین ختم نبوت سامراج کی ہمدردیوں اور سرپرستیوں میں دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا ہے، ہمیں نہ صرف دینی محاذ پر بلکہ سیاسی اور معاشرتی سطح پر بھی اس کے آگے بند باندھنا ہوگا تاکہ منصب رسالت کے تحفظ کے لئے یکسوئی سے آگے بڑھ سکیں۔

(ہفت روزہ اخبار المدارس کراچی، ۲۷ ستمبر تا ۳ اکتوبر ۲۰۱۲ء)

مرزا قادیانی کی آسان پہچان!

مولانا عبدالرحیم اشعر

دنیا میں اسلام سے قبل جتنے مذاہب موجود ہیں اور وہ کسی نہ کسی مقدس بزرگ اور ریفارمر کی طرف منسوب ہیں۔ ان میں ابتدا صداقت موجود تھی اور حق برصداقت تھے، لیکن بعدازمدت ان مذاہب میں جھوٹی اور غلط تعلیم کی ملاوٹ سے خرابیاں پیدا ہوگئیں اور ان کی صداقت مشتبہ ہوگئی، لیکن ایک قادیانی مذہب ایسا ہے کہ جس کی بنیاد ہی جھوٹ پر رکھی گئی ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پاک چیز ہے۔ مثلاً کوئی کپڑا یا برتن وغیرہ اس کو گندگی اور ناپاکی لگ جاتی ہے تو جب اس کو پاک کرنا چاہیں تو نجاست دور کرکے اس کو پانی سے دھوکر پاک کردیں گے، لیکن اس کے مدمقابل گندگی کا ایک ڈھیر ہے، اس کو اگر کوئی شخص دھوکر پاک کرنا چاہے تو پانی سے دھوتے دھوتے اس کا اصل وجود ختم ہوجائے گا۔ لیکن پاک نہ ہوسکے گی، یعنی پہلے مذاہب میں صداقت موجود تھی، اگر ان کو غلط تعلیم سے جدا کردیا جائے تو اصل صداقت سامنے آجائے گی، لیکن مرزائیت ایسی ناپاک چیز ہے کہ اگر کوئی شخص اس کو جھوٹ سے جدا کرنا چاہے تو اصل مرزائیت ہی ختم ہوجائے گی، اس میں صداقت کا ذرہ بھی نہ ہوگا۔

قادیانی فرقہ کی عیاری:

جب آپ نے قادیانی مذہب کی اصل حقیقت معلوم کرلی تو یہ بات یقیناً آپ کے ذہن میں بیٹھ گئی ہوگی کہ جو لوگ قادیانی مذہب سے اختلاف کو محض مسلمان فرقوں کی آپس کی آویزش خیال کرتے ہیں وہ لوگ دراصل قادیانی فرقہ کے عقائد سے ناواقفیت کی بنا پر ایسا کہتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کے بالمقابل قادیانی فرقہ نہایت عیاری اور فریب کاری سے اپنے باطل عقائد کو چھپانے کے لئے مسلمانوں کے سامنے ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام جیسے علمی مسائل کو آڑ بنا کر الجھا دیتا ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ اصل بحث جو مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں تھی کہ وہ اپنے دعاوی میں جھوٹا ہے، اس سے انسان غافل ہوجاتا ہے اور حقیقت کا سراغ لگانا مشکل ہوجاتا ہے۔

ہم اپنے قارئین کی آسانی کے لئے مرزا قادیانی کے اس پیش کردہ معیار صدق و کذب کو سامنے رکھ کر واضح کرتے ہیں کہ وہ خود اپنے پیش کردہ معیار ہی کی بنا پر جھوٹا تھا۔

معیار اول:

چنانچہ مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ:

”بدخیال لوگوں کو واضح رہے کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص:۲۸۸ خزائن ج:۵ ص:۲۸۸)

معیار دوم:

مرزا قادیانی تحریر کرتا ہے کہ:

”سو پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں، کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو، بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں، سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے۔“ (شہادت القرآن ص:۷۹، ۸۰، خزائن ج:۶ ص:۳۷۵)

جناب! مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ دونوں عبارتیں اتنی واضح ہیں کہ مزید کسی تشریح کی ضرورت نہیں، اب ہم اس جگہ مرزا قادیانی کی صرف تین پیشگوئیاں آپ کے سامنے رکھتے ہیں جو ان کے اپنے پیش کردہ معیار کے مطابق صریح جھوٹی نکلیں اور مرزا قادیانی نے ان کو پورا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، حیلے بہانے کئے، ٹوٹکے استعمال کئے اور یہاں تک کہ رشوت تک دینے کی بھی پیشکش کی، مگر جھوٹ جھوٹ ہی رہا، سچ نہ بن سکا۔

پیشگوئی نمبر۱... منکوحہ آسمانی:

مرزا قادیانی کی چچازاد بہن کی ایک لڑکی تھی جس کا نام محمدی بیگم تھا، والد اس لڑکی کا اپنے کسی ضروری کام کے لئے مرزا قادیانی کے پاس آیا، پہلے تو مرزا قادیانی نے شخص مذکور کو حیلوں بہانوں سے ٹالنے کی کوشش کی، مگر جب وہ کسی طرح نہ ٹلا اور اس کا اصرار بڑھا تو مرزا قادیانی نے الہام الٰہی کا نام لے کر ایک عدد پیشگوئی کردی کہ:

”خداتعالیٰ کی طرف سے مجھ کو الہام ہوا ہے کہ تمہارا یہ کام اس شرط پر ہوسکتا ہے کہ اپنی بڑی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردو۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص:۸۶، خزائن ج:۵، ایضاً ملخص)

وہ شخص غیرت کا پتلا تھا، یہ بات سن کر واپس چلا گیا، مرزا قادیانی نے بعدازاں ہرچند کوشش کی۔ نرمی،

قادیانی) ایک طرف دعا میں مشغول تھے اور دوسری طرف بعض نوجوان (جن کی اس حرکت پر بعد میں بُرا منایا گیا) جہاں حضرت خلیفہ اول مطب کیا کرتے تھے اور آج کل مولوی قطب الدین صاحب بیٹھتے ہیں وہاں اکٹھے ہوگئے اور جس طرح عورتیں بین ڈالتی ہیں، اس طرح انہوں نے بین ڈالنے شروع کر دیئے۔ ان کی چیخیں سو سو گز تک سنی جاتی تھیں اور ان میں سے ہر ایک کی زبان پر یہ دعا جاری تھی کہ یا اللہ آتھم مر جائے۔ یا اللہ! آتھم مر جائے۔ یا اللہ! آتھم مر جائے، مگر اس کہرام اور آہ وزاری کے نتیجے میں آتھم تو نہ مرا۔ (خطبہ مرزا محمود احمد مندرجہ الفضل قادیان، ۲۰؍ جولائی ۱۹۴۰ء)

اور اس قادیانی اضطراب پر مزید روشنی مرزا قادیانی کے مجھلے بیٹے بشیر ایم اے کی روایت سے پڑتی ہے کہ ابا جان نے آتھم کی موت کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کیں اور کون کون سے ٹونکے استعمال کئے۔ چنانچہ تحریر کرتے ہیں کہ:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود نے مجھ سے اور میاں حامد علی سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی جیسے: ''الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل'' اور ہم نے وظیفہ قریب ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا، وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کے پاس لے گئے، کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا: دانے کسی غیر آباد کنویں میں ڈالے جائیں گے اور فرمایا کہ جب میں دانے کنویں میں پھینک دوں تو ہم سب کو سرعت کے ساتھ منہ پھیر کر واپس لوٹ آنا چاہئے اور مڑ کر نہیں دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ایک غیر آباد کنویں میں ان دانوں کو پھینک دیا اور پھر جلدی سے منہ پھیر کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا۔''

(سیرت المہدی ج:اول طبع دوم، ص:۱۷۸)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ مرزا قادیانی نے خدا کی طرف سے موت کی دھمکی دی اور جب دیکھا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی ہے تو شعبدہ بازوں کا ٹونکا استعمال کیا، مگر دشمن ایسا سخت جان نکلا کہ بجائے ۵ ستمبر کے ۶؍ ستمبر کا سورج بھی غروب ہو گیا، مگر وہ نہ مرا اور یہ پیشگوئی بھی جھوٹی نکلی۔ باوجود یہ کہ مرزا قادیانی نے حیلے بازی اور شعبدہ بازی سے کام لیا اور کتوں سے بھی بدتر مرشد و مرید کا پارٹ ادا کیا، مگر جھوٹا تھا، خدا تعالیٰ نے ناکام کیا۔

پیشگوئی نمبر۳:

''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔''

(تذکرہ طبع سوم، ص:۵۹۱)

مرزا قادیانی کا یہ الہام یا پیشگوئی اردو زبان میں ہے اور اس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی موت مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں ہوگی، مگر دیکھئے مرزا قادیانی کا انتقال لاہور میں بمرض ہیضہ ہوا اور مرزا قادیانی کے مریدان کی نعش کو بذریعہ ریل گاڑی جو مرزا قادیانی کے نزدیک (دجال کا گدھا ہے) (ازالہ اوہام، ص:۷۹، طبع پنجم، خزائن، ج:۳، ص:۱۷۳) پر لاد کر قادیان لے گئے، تو یہ پیشگوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔

بزرگان محترم! مرزا قادیانی نے خود ہی ایک معیار مقرر کیا اور اس معیار پر خود ہی پورا نہ اتر سکا، اب انہیں کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں تحریر کرتے ہیں کہ:

۱:... ''جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اس کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوسکتی۔'' (آئینہ کمالات اسلام، ص:۲۹۱، طبع لاہور، خزائن، ج:۵، ص:۳۲۲)

۲:... ''کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام، ص:۵۳۵ طبع لاہور)

۳:... ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتماد نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت، ص:۲۲۲، خزائن، ج:۲۳، ص:۲۳۱)

حرف آخر:

قارئین کرام! ہم نے قادیانی حضرات کی دل جوئی کے لئے اپنی طرف سے ایک لفظ بھی فیصلہ میں تحریر نہیں کیا، بلکہ مرزا قادیانی کے ہی فیصلے نقل کر دیئے ہیں، تاکہ ہر طالب حق ٹھنڈے دل سے غور و فکر کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچ سکے۔ آخر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تمام مسلمانوں اور راقم السطور کو دامن رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ رکھے، جو خداوند قدوس کے آخری نبی ہیں۔ آمین۔

☆☆......☆☆

تختی، دھمکیاں، لالچ غرض ہر طریقہ کو استعمال کیا مگر وہ شخص کسی طرح بھی رام نہ ہوسکا، آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ مرزا قادیانی نے تحدی (چیلنج) کردی کہ:

''میں اس پیشگوئی کو اپنے صدق وکذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں اور یہ خدا پانے کے بعد کہہ رہا ہوں۔''

(انجام آتھم ص:۲۲۳، خزائن ج:۱۱ ص:ایضاً)

قارئین کرام! لمبی بحثوں سے اجتناب کرتے ہوئے ہم صرف اتنی گزارش کرتے ہیں کہ پیشگوئی جب اللہ تعالیٰ سبحانہ کی طرف سے تھی اور ان کا مرزا قادیانی سے یہاں تک وعدہ تھا کہ:

''ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار (اس لڑکی کو) خدا تعالیٰ اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص:۲۸۶، خزائن ج:۵ ص:ایضاً)

حصول محمدی بیگم کے لئے انعام کی پیشکش:

مندرجہ بالا وعدہ جب ہوچکا تھا تو مرزا قادیانی اتنا بے قرار اور مضطرب کیوں تھا؟ جیسا کہ مرزا قادیانی کا منجھلا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے رقمطراز ہے کہ:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب جالندھر جاکر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرادینے کی کوشش کی تھی، مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکے (تانگہ) میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقد زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا، اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ کرلیا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا اور حضرت صاحب سے فقط کچھ روپیہ اڑانا چاہتا تھا، کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہے جانے کا موجب ہوئے۔''

(سیرت المہدی، حصہ اول طبع دوم ص:۱۹۲،۱۹۳)

ہمارا صرف ایک ہی سوال ہے کہ اگر یہ پیشگوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی اور خود اللہ تعالیٰ نے ہی اس کو پورا کرنے کی ذمہ داری بقول مرزا قادیانی اٹھالی تھی تو پھر مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے ماموں کو روپے کا لالچ دے کر کیوں رام کرنے کی کوشش کی؟

حالانکہ مرزا قادیانی خود تحریر کرتے ہیں:

''ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بناکر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے، اپنے فریب سے ان کے پورے ہونے کی کوشش کرے اور کراوے۔'' (سراج منیر ص:۴۵، خزائن ج:۱۲ ص:۴۷)

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا

آخر مرزا غلام احمد قادیانی بصد حسرت و ناامیدی بقول خود بروایت میر ناصر نواب خسر مرزا قادیانی مرض ہیضہ سے مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور میں انتقال کرگئے۔ (حیات ناصر، ص:۱۴، سیرت المہدی، ص:۹تا۱۱، ج:اول)

اور محمدی بیگم اپنے خاوند مرزا سلطان محمد کے گھر تقریباً چالیس سال بخیر وخوبی آباد رہی اور اب لاہور میں اپنے جواں سال ہونہار مسلمان بیٹوں کے ہاں ۱۹؍نومبر ۱۹۶۶ء کو انتقال فرماگئیں۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور، ۲۵؍نومبر ۱۹۶۶ء)

اناللہ وانا الیہ راجعون

پیشگوئی نمبر۲... عبداللہ آتھم عیسائی:

مرزا قادیانی نے عبداللہ آتھم پادری سے امرتسر میں پندرہ دن تحریری مناظرہ کیا۔ جب مباحثہ بے نتیجہ رہا تو مرزا قادیانی نے اپنی شیخی جمانے کے لئے ۵؍جون ۱۸۹۳ء کو ایک عدد پیشگوئی دھر گھسیٹی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

''مباحثہ کے ہر دن کے لحاظ سے ایک ماہ مراد ہوگا۔ یعنی پندرہ ماہ میں فریق مخالف ہاویہ میں بسزائے موت نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دیا جاوے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔''

(جنگ مقدس ص:۲۱۱، خزائن ج:۶ ص:۲۹۳)

غرض مرزا قادیانی کی پیشگوئی کے مطابق عبداللہ آتھم کی موت کا آخری دن ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء بنتا تھا۔ اس دن کی کیفیت مرزا قادیانی کے فرزند مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی زبانی ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں کہ:

''قادیان میں محرم کا ماتم''

آتھم کے متعلق پیشگوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں، میں اس وقت چھوٹا بچہ تھا اور میری عمر کوئی پانچ ساڑھے پانچ سال کی تھی۔ مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب واضطراب سے دعائیں کی گئیں، میں نے تو محرم کا ماتم بھی اتنا سخت کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا

بابا جی محمد اشرف خانؒ... اک گمنام کارکن

حافظ خرم شہزاد، گوجرانوالہ

مؤرخ اسلام، مجاہد فی سبیل اللہ، محدث وفقیہ حضرت مولانا سید محمد میاںؒ نے اپنی شہرۂ آفاق تالیف ''علماء ہند کا شاندار ماضی'' کی جلد چہارم کا انتساب اپنے ایک گمنام کارکن اور رضا کار کے نام کیا ہے، مکمل انتساب ملاحظہ فرمائیں:

''نوشہ خان ایک رضا کار تھا، تحریک خلافت میں گرفتار ہوا، سزا کاٹی پھر ۳۱-۱۹۳۰ء کی تحریک آزادی میں پیش پیش رہا، سرکار پرستوں کے طعنے سنے، بچوں کو بھوکا ننگا رکھا، مگر حب وطن کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اس کا قدم آگے ہی بڑھتا رہا، ۱۹۳۸ء میں یوپی کونسل کے لئے ضلع آباد کے ایک حلقہ میں ضمنی انتخاب ہوا۔ مولانا شبیر احمد'' رکن مجلس عاملہ جمعیت علماء ہند، کانگریس کی طرف سے امیدوار تھے، مقابلہ بہت سخت تھا، نوشہ خان بھی شہر مراد آباد کے رضا کاروں کا ایک دستہ لے کر اس الیکشن میں کام کرنے کے لئے ''کانٹھ'' پہنچے، بھوکے پیٹ دن بھر کام کیا، رات کو کھانے میں صرف چاول میسر آسکے، جنوری کا مہینہ، کڑاکے کی سردی، کپڑے ناکافی، چاول کھا کر فرش زمین پر سوتا ہوا، صبح آنکھ کھلی تو نوشہ خان کو نزلہ وزکام تھا، شام تک نمونیہ ہو گیا، اپنے وطن مراد آباد واپس ہوئے اور اگلے روز اس وطن عارضی سے وطن حقیقی کی طرف رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ کتاب ایسے ہی جانباز و ایثار شیوہ مجاہدین حریت کی خلافت میں نذر ہے جن کی قربانیوں نے ایثار واخلاص کی عظیم الشان مثال قائم کی، مگر وہ خود سنگ بنیاد کی طرح ایسے اوجھل ہوئے کہ نہ کامیاب ہونے والوں کی نظر میں ان پر پڑیں اور نہ تاریخ ان کے آثار ونشانات کو محفوظ رکھ سکی۔''

آج میں جس گمنام کارکن، ورکر اور رضا کار کا تذکرہ کر رہا ہوں ان کا حال بھی نوشہ خانؒ جیسے مخلص کارکن کی طرح ہے، رمضان المبارک میں ہمارے شہر گوجرانوالہ سے تعلق رکھنے والے ایک بہت پرانے بے لوث رضا کار جناب بابا محمد اشرف خان صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ معمولی بیمار تھے، چند روز قبل ہارٹ اٹیک ہوا پھر صحت یاب بھی ہو گئے، مگر اس دفعہ جانبر نہ ہو سکے اور اپنے محبین ومخلصین کو سوگوار چھوڑ کر خود خلد آشیاں ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مجھے نظریاتی طور پر جن اکابر شخصیات سے فیض حاصل ہوا ان میں بابا جی اشرف خان صاحب بھی ہیں، ان کی زندگی کے آخری چھ سات سال تو ان سے بہت گہری اور قریبی رفاقت رہی۔ دفتر ختم نبوت سیالکوٹی گیٹ گوجرانوالہ ان کی آماجگاہ تھی اور دین و سیاست ان کا اوڑھنا بچھونا، میرا چونکہ دفتر ختم نبوت سے بہت ہی گہرا رشتہ ہے اور اب بھی ہفتہ میں تین چار مرتبہ حاضری یقینی رہتی ہے، بس اسی دوران بابا جی سے راہ ورسم بڑھے۔

بابا جیؒ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے تربیت یافتہ تھے، ۱۹۷۰ء میں پورے ملک میں جمعیت علماء اسلام کا طوطی بولتا تھا، اس وقت گوجرانوالہ میں جماعتی رضا کاروں پر مشتمل ایک ونگ بہت ہی فعال تھا، جس کی قیادت بابا جی کے ہاتھ تھی اور انہوں نے محنت اور جانفشانی سے یہ نظم بنایا، پورے گوجرانوالہ میں ان رضا کاروں کی محنت وکوشش دیدنی تھی۔ بابا جی چونکہ عالم، حافظ نہیں تھے، خالص دنیادار آدمی تھے، اسی دوران انہوں نے اپنے روزگار کے لئے چائے کی دکان بنا رکھی تھی، جس سے وہ اپنا گزر بسر کیا کرتے تھے۔

میں جب بھی دفتر حاضر ہوتا تو مجھے ایک کارکن کی حیثیت سے بہت عزت دیتے اور اکثر فرماتے کہ میں تو تیرے انتظار میں تھا، لہٰذا بیٹھو اور اخبار کا فلاں کالم پڑھ کر سناؤ، ہر ماہ پابندی سے ماہنامہ الجمعیۃ میں قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی تقریر لازمی سنتے۔

اخبار اور کتاب کے ذوق کے آدمی تھے اور اپنی وفات تک اس ذوق میں کمی نہ آنے دی، چند سال پہلے بازار سے دو کتب خرید لائے ایک غالباً ظہیر الدین بابر کی ''تزک بابری'' اور دوسری صلاح ایوبی کی سوانح پر مشتمل تھی، مجھے کہنے لگے: یہ دونوں کتابیں من وعن صرف پڑھ کے سنا دو، بعد میں کتابیں تمہاری..... میں بھی فرط محبت وجذبات میں روزانہ فارغ اوقات میں دفتر حاضر ہوتا اور کافی دیر تک کتاب پڑھتا اور بابا جی کو سناتا۔

اپریل ۲۰۰۹ء میں، میں رشتہ ازدواج سے منسلک ہوا تو شادی سے ٹھیک تین دن بعد جے ٹی آئی پنجاب کا لاہور میں تربیتی اجتماع تھا میں چونکہ صوبائی ناظم اطلاعات تھا، مجھے شادی کے اگلے روز باباجی کا مبارکبادی فون آیا اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ شادی کی خوشی میں لاہور اجتماع میں جانا تو نہیں بھول جاؤ گے؟ میں نے جواباً کہا کہ ایسا نہیں، انشاء اللہ! ضرور جاؤں گا، کہنے لگے پھر مجھے بھی ساتھ لیتے جانا، یہ سن کر میری خوشی دوبالا ہوگئی پھر اجتماع کے روز میں نے باباجی کی خاطر اسپیشل گاڑی کرائے پر لی اور ان کے ہمراہ لاہور روانہ ہوگیا، میں نے اپنے عہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے باباجی کو اسٹیج پر بٹھادیا، قائد جمعیت سے باآسانی ملاقات بھی ہوگئی، بڑی دلچسپی سے قائد محترم کی تقریر سنی اور پھر ہم رات کو جرانوالہ واپس لوٹے۔

باباجی نے اپنی ساری زندگی غربت اور کسمپرسی میں گزاری، کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلایا، ضرورت کی چند اشیاء، دوتین کپڑوں کے جوڑے اور ایک بستر، بس یہ ساری زندگی کی جمع پونجی تھی، لیکن اپنی اس غربت میں بھی شاہوں کو خاطر میں نہ لاتے۔

ان کی وفات سے ایک ہفتہ قبل آخری ملاقات ہوئی، کہنے لگے آج کل کیا سیاست ہے؟ میں نے کہا کہ قائد محترم وزارت عظمٰی کا الیکشن ہار گئے ہیں، زوردار قہقہہ لگانے کے بعد کہنے لگے کہ: ''فضل الرحمن بہت ہوشیار اور زیرک آدمی ہے، جب اس نے دیکھا کہ اب پیپلز پارٹی اور ن لیگ کو سپورٹ نہیں کرنا تو لازمی بات ہے اس کا حل یہی تھا کہ خود وزارت عظمٰی کے الیکشن کے لئے کھڑے ہوجاتے، اس نازک موقع پر ایک بار پھر فضل الرحمن استعمال نہیں ہوا بلکہ دوسروں کو استعمال کرگیا ہے۔'' سیاسی تبصرہ کرنے کے بعد میرا حال وخیریت پوچھتے رہے، یہ ان سے آخری ملاقات تھی، ان کی وفات کی خبر مجھے بہت تاخیر سے ملی، خدا بھلا کرے بھائی حافظ عمر سعد کا کہ جنہوں نے مجھے باباجی کی وفات کی اطلاع کردی اور میں بھاگتا دوڑتا چند منٹ پہلے نماز جنازہ میں شریک ہوگیا، نماز جنازہ میں بہت سے ساتھیوں کو دیکھا جو اپنے مخلص اور بے لوث کارکن کا آخری دیدار اور رخصت کرنے آئے تھے۔

باباجی اپنے انمٹ نقوش اور یادگار لمحات چھوڑ کر دار فانی سے دار عقبیٰ تشریف لے گئے ان کی تربیت، حوصلہ وہمت اور جماعتی وابستگی ضرور ان کے لئے ذریعہ نجات ثابت ہوں گی، استاذ گرامی قدر شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب امارات کے دورے پر تھے، واپسی پر میں نے باباجی کی وفات کی خبر سنائی، بہت رنج وافسوس فرمانے لگے، آنکھوں سے آنسو بھی بہتے رہے اور کافی دیر تک باباجی سے متعلق اپنے ماضی کے دریچے کھول کر واقعات سناتے رہے۔

باباجی محمد اشرف خان اور نوشہ خان ایک ہی قبیل کے افراد میں سے ہیں اور انہی افراد کے خون پسینوں کی محنت سے جماعت کی بنیادیں مستحکم رہتی ہیں اور جماعتوں کے دیپ ہمیشہ جلتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نوشہ خانؒ سے لے کر باباجی محمد اشرف خان تک اور اس کے علاوہ بے شمار مخلص، بے لوث اور گمنام کارکنان کی مغفرت فرمائے اور بلندی درجات سے نوازے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆..................☆☆

اسلام مخالف مہم کے انتہائی بھیانک نتائج نکل سکتے ہیں: مجلس تحفظ ختم نبوت

سرگودھا (محمد عمران گورائیہ سے) اسلام کے خلاف توہین آمیز کارٹون اور گستاخانہ فلمیں بنانے کے بعد امریکا اور یورپی حکمرانوں کا رویہ یہ سب کچھ واضح کررہا ہے کہ اسلام مخالف سرگرمیوں میں حکومتی سطح پر کام ہورہا ہے۔ اسرائیل، امریکا اور یورپ کے بعض ممالک کھلم کھلا اس کی سرپرستی کررہے ہیں، اس سلسلے کے نتائج انتہائی بھیانک نکل سکتے ہیں۔ یوم عشق رسول کے موقع پر کراچی، لاہور، اسلام آباد اور پشاور میں ہونے والے ہنگامے وفاقی حکومت نے کروائے جس کا مقصد مذہبی دینی جماعتوں کو عالمی سطح پر بدنام کیا جاتا تھا۔ ان خیالات کا اظہار سرگودھا کی مرکزی عیدگاہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام پانچویں تحفظ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا زاہد الراشدی، علامہ خالد محمود سومرو، مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا عبدالمجید ندیم، مولانا خواجہ خلیل احمد خان، مولانا اللہ وسایا، مولانا الیاس چنیوٹی ایم پی اے مولانا ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا یحییٰ عباسی، مولانا مفتی طاہر مسعود، مولانا محمد اکرم طوفانی، مفتی عبدالقدوس، مولانا مفتی عبدالمعید، مولانا نور محمد ہزاروی، مفتی جہانگیر حیدر، قاری احمد علی ندیم، عبداللہ سعید ہاشمی، مولانا قاری عبدالوحید، سید سلیمان گیلانی، مولانا قاری ایوب صدیقی، مولانا اکرم عابد، مفتی شفقت علی، مفتی شاہد مسعود، مولانا عزیز احمد نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علاوہ مفتی محمد بلال گل اور دیگر مقررین نے کیا۔ کانفرنس میں لوگوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ علماء کرام نے اس موقع پر اپنے خطاب میں ایک مخصوص طبقے کی طرف سے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کرنے کی باتوں کو مذہبی انتشار پیدا کرنے کی سازش قرار دیا۔ مقررین نے کہا کہ قادیانی درپردہ ملک میں امن وامان کی صورتحال خراب کررہے ہیں۔ مختلف قراردادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ توہین رسالت کے واقعات میں ملوث عناصر کو عالمی سطح پر سزائے موت دی جائے اور اس کے لئے قانون سازی کی جائے۔ ملک میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے، انہیں کلیدی عہدوں سے فوری طور پر ہٹایا جائے، نیٹو سپلائی بند کی جائے، یورپی، امریکی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ سفارتی تعلقات فوری طور پر ختم کئے جائیں۔ کانفرنس کے دوران مختلف قراردادوں کے ذریعے کہا گیا کہ ملک کے اندر جتنی بھی دہشت گردی اور ملکی امن کو تباہ کرنے کے لئے جو کام ہوتے ہیں، ان سب میں ان قادیانیوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ان حالات میں ہم حکومت سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ایسی اقلیت کو ان سرگرمیوں سے روکا جائے۔ صدر اوباما کے اس بیان پر شدید صدمہ پہنچا کہ اظہار رائے پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی اور امریکا میں یہ فلم بند نہیں کی جائے گی۔

خبروں پر ایک نظر

۱۰ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ

ٹوبہ ٹیک سنگھ.... ۳۱ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی تیاری کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ۱۰ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۲۸رستمبر بروز جمعہ کو منعقد ہوئی، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد صاحب نے فرمائی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی صاحب اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن محترم قاضی فیض احمد حفظہ اللہ کی سرپرستی اور محترم لالہ انیس الرحمٰن بٹ کی نگرانی میں کانفرنس کی تین نشستیں ہوئیں۔ خطبہ جمعہ مولانا محمد عالم طارق صاحب نے دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو تحفظ ناموس صحابہؓ کے لئے قربانی دے چکے اور دے رہے ہیں تو کس طرح تحفظ ناموس رسالت کے لئے پیچھے رہ سکتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو جہاں میرے خون کی ضرورت پڑے عالم طارق تیار ہے۔ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کانفرنس کی دوسری نشست بعد نماز مغرب ہوئی جس میں تلاوت مولانا قاری احمد عثمان نے کی اور نعت رسول مقبول اور حمد باری تعالیٰ حافظ بشیر عثمانی کے حصہ میں آئی۔ خطاب اور مجلس ذکر حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب نے فرمائی۔ حضرت نے فرمایا کہ سارے گناہوں کی معافی وتلافی ہوسکتی ہے لیکن گستاخ رسول کی معافی قطعاً نہیں ہوسکتی۔ تیسری نشست بعد نماز عشا منعقد ہوئی جس میں تلاوت سیّد غلام رسول شاہ نے کی اور حمد ونعت حسان احمد طلحہ کے صاحبزادے اور انعام الحسن شاہ صاحب مولانا ذوالقرنین نے مجمع کے دلوں کو گرمایا۔ مقررین میں مولانا سیّد سرفراز الحسن شاہ، مولانا قاضی احسان احمد نے حرمت رسول اور عقیدۂ ختم نبوت کی نزاکت واہمیت پر بیان کیا۔ مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے دشمنوں کو معاف فرمادیا مگر گستاخ رسول خواہ مرد ہوں یا عورت، سارے قتل کرنے کا حکم فرمادیا۔ حضرت مولانا پیر جی عزیز الرحمٰن ہزاروی مدظلہ نے فرمایا کہ اسلام امن کا درس دیتا ہے، دنگے فساد کا نہیں۔ دنگے فساد کرنے والے مگر اپنے آپ کو امن کے علمبردار جتلانے والوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر گستاخانہ فلم بناکر پوری دنیا کا امن تباہ کردیا ہے اور انہوں نے کہا کہ کفار کے لئے بددعا کرنا اور گستاخوں کا سرقلم کرنا یہ بھی میرے نبی کی سنت مبارکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ گستاخوں پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مقرر فرمادے اختتامی دعا حضرت پیر جی نے بڑی آہ وبکا کے ساتھ کرتے ہوئے مجمع کو رلادیا، ہر فرد کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ اس کانفرنس میں حضرت مولانا سعد اللہ لدھیانوی، لالہ عبدالوہاب بٹ، لالہ عثمان بٹ، بھائی خالد ڈوگر، بھائی مزمل، بھائی عرفان اطہر ناز ودیگر احباب نے بھرپور محنت وکوشش کی اور کانفرنس کے لئے دن رات ایک کردیئے۔

گستاخانہ فلم کے خلاف ننگر پارکر میں احتجاجی ریلی

ننگر پارکر (رپورٹ: مولانا مختار احمد) یہ علاقہ محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کے جنوب مغرب میں انڈیا کی سرحد کے قریب پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔ سیر وسیاحت کے اعتبار سے خوبصورت علاقہ ہے، اس امن پسند علاقے میں قادیانیوں نے اپنی ارتدادی سرگرمیوں کے لئے اپنے مراکز قائم کئے ہوئے ہیں۔ بظاہر طاہر ہسپتال، گرلیں کمپیوٹر اسکول، ڈسپنسریاں اور رفاعی ادارے بنائے ہیں مگر ان اداروں کی آڑ میں سادہ لوح لوگوں میں قادیانیت کا زہر پھیلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم نبوت کے مجاہدوں نے چناب نگر سے ننگر پارکر تک ان کا تعاقب کیا ہے، ہر جگہ ان کو ذلیل ورسوا اور شکست دی ہے۔ کچھ عرصے پہلے ننگر پارکر میں اس فتنے نے سر اٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی، قاری احمد علی درس، قاری اللہ ورایو نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا، اس طرح فتنہ دب گیا۔ اب ۲۱رستمبر کو پورے پاکستان میں امریکا کے خلاف یوم عشق مصطفیٰ منایا گیا، باقی شہروں کی طرح ننگر پارکر میں بھی بہت بڑی احتجاجی ریلی نکالی گئی، کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور ننگر پارکر کے پہاڑ ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد کے نعروں سے گونج رہے تھے اور قادیانی دانت پیس رہے تھے۔ اس ریلی میں جمعیت علماء اسلام ضلع تھرپارکر کے امیر قاری احمد علی درس نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم ناموس رسالت کے لئے اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جان قربان کرنا اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں تھرپارکر کے مبلغ راقم الحروف نے امت اخبار کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ۱۵رستمبر کو یہ مضمون چھپا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ ”توہین آمیز فلم قادیانی امریکا کی حمایت میں کھڑے ہوگئے۔“ یہ کہنا تھا کہ لوگوں نے جوش سے نعرہ بازی شروع کردی: ”امریکا جو یار ہے غدار ہے، غدار ہے“ قادیانی پر لعنت بے شمار۔ مولانا نے بتایا کہ اسلام کوٹ کی ایک ریلی میں ایک ہندو ڈاکٹر شنکر لال نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم ہندو برادری، مسلمانوں کے نبی اکرم کا تحفظ اپنا قومی فریضہ سمجھتے ہیں، ہم مسلمانوں کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں کہ امریکا نے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ پُرامن ریلی کے اختتام پر قاری اللہ ورایو نے دعا کرائی۔

تعاون کی اپیل

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے ساتھ

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجیے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

☆......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی واصلاحی جماعت ہے۔

☆......یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆......تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔

☆......اندرون وبیرون ملک 50 دفاتر ومراکز 12 دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔

☆......لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی، اردو، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔

☆......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہانہ ''لولاک'' ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆......چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆......عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے، جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

☆......ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔

☆......ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆......اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکا میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔

☆......افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے 30 ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندانِ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 061-4783486، 061-4583486

اکاؤنٹ نمبر: 3464 -UBL حرم گیٹ برانچ ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی

021-32780337, 021-34234476, Fax:021-32780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک، بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ